إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ (ق ۳۷)

اِختصار

از

کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟

حسب ہدایت

شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم

آزادول

جمع و ترتیب

عتیق الرحمٰن اعظمی آزادول

دار الہدیٰ

بسم الله الرحمن الرحيم

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکریٰ لِمَن کَانَ لَہٗ قلبٌ اَو اَلقَی السَّمعَ وَ ھُوَ شَھِیدٌ

(ق ۳۷)

اختصار

از

کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟

حسب ھدایات

شیخ الحدیث حضرت مولانا **فضل الرحمن اعظمی** دامت برکاتھم

آزادول

جمع وترتیب

عتیق الرحمٰن اعظمی آزادول

ناشر

دار الھدیٰ

کتاب کا نام ______ کیا تبلیغی کام ضروری ہے

تاریخ اشاعت ______ اگست ۲۰۰۶ء

باہتمام ______ احبابِ دار الھدیٰ

کمپوزنگ ______

مطبع ______

ناشر ______ دار الھدیٰ کراچی

روم نمبر 8 پہلی منزل شاہ زیب ٹیرس
نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی۔
فون: 021-2726509

اسٹاکسٹ:

مکتبہ بیت العلم ٹرسٹ

دوکان نمبر G/29، اسٹوڈنٹ بازار

کراچی۔فون 2726509 موبائل: 0300-2161927

ملنے کے دیگر پتے

- دار الاشاعت، اردو بازار کراچی
- قدیمی کتب خانہ، بالمقابل آرام باغ کراچی
- مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
- ادارہ تالیفات اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
- صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ چوک کراچی۔فون: 7224292
- مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
- کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

فہرست مضامین

شمار	مضامین	صفحہ
۱	کتاب کا تعارف	۷
۲	**ارشادات**: شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ؒ	۹
۳	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ؒ	۹
۴	ایک مبارک خواب	۱۰
۵	حضرت شیخ ؒ کے ملفوظات گرامی	۱۱
۶	انگریز دشمنی اور عربی مدارس کا قیام	۱۱
۷	تبلیغی جماعت اس مرض کا علاج	۱۱
۸	حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب ؒ	۱۲
۹	دعوت جہاد کبیر ہے	۱۲
۱۰	انقلاب عظیم	۱۲
۱۱	دعوت و تبلیغ میں ہماری قوت وطاقت	۱۳
۱۲	عام تبلیغ ہر شخص پر ضروری ہے	۱۳
۱۳	حضرت مولانا محمد الیاس ؒ اور انکی تبلیغی جماعت	۱۴
۱۴	تبلیغی جماعت اور انقلاب عظیم	۱۴
۱۵	تبلیغ میں باہر نکلنے کا فائدہ	۱۵
۱۶	تبلیغ کا مقصد	۱۵
۱۷	دو پناہ گاہ	۱۵

شمار	مضامین	صفحہ
۱۸	عالمگیر محنت	۱۵
۱۹	تبلیغی حرکت مقدمہ تعلیم ہے	۱۶
۲۰	تعلیم کا اصل مقصد دعوت الی اللہ ہے	۱۷
۲۱	طلبہ کے ذمہ دعوت اور ہر عامی کے ذمہ تعلیم ضروری ہے	۱۷
۲۲	دعوت کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرو ڈھنگ اللہ پیدا کردیں گے	۱۷
۲۳	دعوت کیلئے عزم مصمم	۱۸
۲۴	طلباء کا نصب العین یہ ہو کہ وہ جذبہ صحیح پیدا کریں	۱۸
۲۵	بڑا جہاد دینی دعوت ہے	۱۸
۲۶	تبلیغی کام کا خلاصہ	۱۹
۲۷	تبلیغی کام کے ساتھ کھلی مدد	۱۹
۲۸	چند ناقصوں کی وجہ سے کام نہ چھوڑا جائے	۱۹
۲۹	جماعت اور امیر	۲۰
۳۰	چند منکر کی وجہ سے مدارس اور جہاد کو ختم نہیں کیا جاسکتا	۲۰
۳۱	تعلیم و تبلیغ لازم ملزوم	۲۰
۳۲	تبلیغی کام کا نفع	۲۱
۳۳	حضرت مولانا ابراہیم صاحب مظاہری رنگونی (علماء کرام سے خطاب	۲۱
۳۴	تین ضروری باتیں (جماعت کے بارے میں ذہن صاف ہو، دوسروں کو ترغیب دینا، علماء بھی وقت لگادیں)	۲۱
۳۵	تبلیغ سے ہماری دوری	۲۲
۳۶	بڑی کرامت	۲۲

شمار	مضامین	صفحہ
۳۷	تبلیغ سے فرار کی دوسری وجہ	۲۴
۳۸	سم قاتل	۲۴
۳۹	چند اہم مشورے	۲۴
۴۰	تبلیغی کام میں علماء کی ضرورت	۲۵
۴۱	علماء کی شرکت کا فائدہ	۲۶
۴۲	علماء سے دوسری درخواست	۲۶
۴۳	تمام شعبوں کی طرح تبلیغ کی ضرورت	۲۶
۴۵	دین سے بے رغبتی	۲۷
۴۶	طلباء کیلئے اس تحریک کی ضرورت	۲۸
۴۷	حضرت مولانا مفتی مظفر حسین سہارن پوریؒ	۲۸
۴۸	تبلیغ کی تائید	۲۸
۴۹	علماء کو کام سیکھنے کی ضرورت	۲۸
۵۰	حضرت مولانا محمد عمر پالنپوریؒ کا طلبہ سے خطاب	۲۹
۵۱	**مکاتیب** شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ	۳۱
۵۲	تبلیغی جماعت اور حضرت تھانویؒ	۳۱
۵۳	اس کام سے دوری کا سبب	۳۱
۵۴	صحیح اندازہ	۳۲
۵۵	حضرت تھانویؒ کے خلفاء اور تبلیغی جماعت	۳۲
۵۶	خواب میں حضور اکرم ﷺ کی تائید	۳۳

صفحہ	مضامین	شمار
۳۴	چند اعتراضات کے جوابات	۵۷
۳۶	حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادیؒ	۵۸
۳۷	حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ ناظم مظاہر العلوم سہارنپور و خلیفہ حضرت تھانویؒ	۵۹
۳۸	تبلیغ کی ضرورت	۶۰
۳۸	مدرسہ مظاہر علوم اور تبلیغی جماعت	۶۱
۳۸	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ	۶۲
۳۹	حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ (تبلیغی کام کا مقصد اور طریقہ کار)	۶۳
۴۱	تبلیغی کام کے متعلق بعض توضیحات	۶۴
۴۱	حضرت مولانا منظور احمد صاحب مظاہریؒ : شبہات دور کرنے کا طریقہ	۶۵
۴۳	ارشادات حضرت تھانویؒ، مولانا شاہ عطاء اللہ بخاریؒ، حضرت جی مولانا محمد یوسفؒ	۶۶
۴۳	میں امت سے صرف بدر کی تعداد چاہتا ہوں (مولانا محمد یوسفؒ)	۶۷
۴۴	غیر مسلموں میں دعوت	۶۸
۴۵	ایک بہت بڑی ضرورت	۶۹
۴۶	مکتوب گرامی حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ (ناظم مظاہر علوم سہارنپور و خلیفہ حضرت تھانویؒ)	۷۰
۵۳	حضرت شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کے مختصر حالات	۷۱

کتاب کا تعارف

از ..... فضل الرحمٰن اعظمی آزادول جنوبی افریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم   اما بعد !

یہ کتاب جو آپ کے پیشِ نظر ہے ، ایک ضخیم کتاب کا اختصار ہے ، جس کا نام ہے [کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟]

اس کو جمع کرنے والے مولانا محمد الیاس بن قاری بندے الٰہی میرٹھی مدظلہما ہیں جو اصلا میرٹھ یوپی کے رہنے والے ہیں پھر گجرات میں اٹالوہ میں سکونت اختیار کرلی جو ڈابھیل ضلع نوساری کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے .

مولانا محمد الیاس صاحب مظاہر العلوم سہارنپور یوپی سے ۱۳۷۱ھ میں فارغ ہوئے ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے شاگرد اور مسترشد ہیں ، فراغت کے فوراً بعد ان کو یہ خیال ہوا کہ تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جواب میں اکابر کی تقاریر، مکاتیب ، مضامین اور معلومات کو جمع کریں، چنانچہ ایک سال میں یہ کام ہوگیا اور رجب ۱۳۹۲ھ میں یہ کتاب چھپ گئی .

حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس کتاب کے مسودہ کو جگہ جگہ سے سنا اور اپنی کتاب "دہلی کی تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات" میں اس کتاب کے حوالے بھی دیئے ، جس سے اس کتاب کی بڑی تائید ہوئی ، چھپنے کے بعد کتاب بہت مقبول ہوئی ، اسلئے کہ کتاب کے اکثر حصے میں ہمارے اکابر کی باتیں ہیں جو مقبول خلائق ہیں . (مقدمہٴ طبع اول)

دوسری طباعت حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ کے تقاضے سے ۱۳۹۹ھ میں ہوئی ، اس وقت حضرت شیخؒ کے مدینہ منورہ سے آنے کی خبریں مشہور تھیں . (مقدمہٴ طبع ثانی)

میں مولانا محمد الیاس صاحب کو اچھی طرح جانتا ہوں ، ان کے ساتھ عربوں کی جماعت میں کچھ بھوج کے علاقہ میں جماعت میں بھی چلا ہوں .

پوری کتاب ۶۳۲ صفحات پر مشتمل ہے، محبوب پریس دیوبند سے طبع ہوئی ہے، اسی کتاب کا اختصار آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے ،یہ اختصار برخوردار مفتی عتیق الرحمٰن سلمہ نے کیا ہے، کتابت بھی انہی کی ہے، میں نے انکو اس کام کی ترغیب دی اور نظر ثانی بھی کی ہے .

اخیر میں ایک مکتوب حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمہ اللہ مہتمم مظاہر العلوم سہارنپور اور خلیفۂ حضرت حکیم الامۃ تھانویؒ کا بھی شامل کردیا گیا ہے، جو حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحبؒ کی سوانح مولفہ مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب دامت برکاتہم سے لیا گیا ہے .

امید ہے کہ ان اکابر علماء دیوبند اور بزرگانِ دین کے مکاتب و مواعظ سے کام کرنے والوں کو مزید ہمت ملے گی اور اپنی اصلاح اور ترقی کیلئے کام کو استقامت کے ساتھ کریں گے اور زیادہ فائدہ اٹھائیں گے اور جو لوگ شکوک وشبہات میں مبتلا ہوکر اس کام کے فیض سے محروم ہیں یا سستی اور بے رغبتی کی وجہ سے کام نہیں کر رہے ہیں ایسے تمام لوگ اِس قرن اول کے ہیرے کو سینہ سے لگائیں گے اور اس کام کو کرکے اس کے فوائد وثمرات سے مستفید و مفید ہوں گے .

وما ذلک علی اللہ بعزیز

فضل الرحمٰن اعظمی آزادول جنوبی افریقہ

۱۶؍ رجب ۱۴۲۶ھ ــ ۲۲؍ اگست ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادات

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ

خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں اس کی توفیق دی ، یہ بات ضرور ہے کہ بہت سے لوگ تمہاری بات نہیں مانیں گے ، تم کیا ہو؟ لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی بات نہ مانی اور آپ کے ساتھ کیا کیا نہیں کیا ؟!

تم گھبراؤ نہیں ، پریشان نہ ہو ، اگر بے وقوف اور جاہل برا بھلا کہیں ، طعنہ دیں تو سن لو ، یہ تو سنت ہے آنحضرت ﷺ کی ، اور سنت ہے انبیاء سابقین کی ، حضور ﷺ نے فرمایا: لقد اوذیت فی اللہ اگر تمہیں کامیابی نہ ہوئی اور کوئی بھی سیدھا نہ ہوا تو اسکے باوجود تمہارا درجہ بڑا ہے اور تمہیں پورا اجر ملے گا ، تم اطمینان رکھو تمہارا کام اللہ کے دربار میں مقبول ہے . (کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟ ۲۸)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ

۱۳ ؍ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ شب چہار شنبہ : آج ترکوں کی ایک جماعت آئی حضرت والا نے دریافت کیا کہ کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی ؟ ہماری طرف سے کوئی شکایت تو نہیں ؟ سب نے بشاشت سے جواب دیا کہ الحمد للہ کوئی تکلیف نہیں ہوئی بڑی خوشی ہوئی ، اور ان کے چہروں پر خوشی کے آثار ظاہر ہورہے تھے .

اس کے بعد حضرت شیخ ؒ نے مولانا ضیاء الدین صاحب سے فرمایا کہ وہ خواب

جسے ترک کے مفتی صاحب نے دیکھا تھا سناؤ :

ایک مبارک خواب : مولانا نے کھڑے ہوکر تفصیل بیان کی کہ جب ہم جماعت لے کر ترک پہونچے تو وہاں معلوم ہوا کہ ہم سے پہلے ایک اور جماعت ہندوستان سے آئی تھی اس وقت اس جماعت کو وہاں کام کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی ، ہماری جماعت سے لوگوں نے یہی کہا، وہاں اجازت کے لئے مفتی صاحب کے پاس جانا پڑتا تھا ، ہم نے سوچا اگر اجازت نہیں ہے تو کم از کم بڑے مفتی صاحب سے مل لینا چاہئے ، جب ہم بڑے مفتی صاحب سے ملنے گئے تو کہا گیا کہ پہلے نائب مفتی صاحب سے ملاقات کرو ، ہم نے نائب مفتی صاحب سے ملاقات کی ، اور ان سے ہم نے دینی سلسلہ میں گفتگو کی ، بڑے مفتی صاحب بھی پردہ کے پیچھے ہماری تمام باتیں سن رہے تھے ، پھر بڑے مفتی صاحب نے ہم کو بلا کر کہا کہ آپ سے پہلے بھی ایک جماعت ہندوستان سے آئی تھی اور انھوں نے بھی ہم سے کام کی اجازت طلب کی تھی ، لیکن میں سوچ کر کہ ہندوستان سے اتنی دور دین کے پھیلانے کیلئے کوئی نہیں آسکتا اسلئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم سی ، آئی ، ڈی ہو میں نے کام کی اجازت نہیں دی تھی ، اور وہ جماعت نا امید ہوکر چلی گئی تھی اسی رات میں نے خواب میں اس جماعت کو ایک بیابان جنگل میں دیکھا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہے اور حضور اقدس ﷺ انگور کے خوشے لئے ہوئے جماعت والوں میں تقسیم کررہے ہیں میں نے خیال کیا کہ شاید جماعت والوں کو تقسیم کرنے کے بعد آپ ﷺ مجھے بھی مرحمت فرمائیں گے ، لیکن جماعت والوں کو تقسیم کرکے آپ ﷺ چل دیئے میں بھی آپکے پیچھے پیچھے چل دیا اور دوسری طرف آپ کے سامنے حاضر ہوا اس خیال سے کہ شاید حضور ﷺ میری طرف توجہ فرمالیں اور مجھے بھی مرحمت فرمادیں لیکن حضور ﷺ نے میری طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا :

" أنت لا تستحق لهذه العناقيد من العنب حتى تجتهد أكثر من هؤلاء "

تم ان انگور کے خوشوں کے مستحق نہیں ہوسکتے جب تک ان لوگوں سے زیادہ تم دین کیلئے محنت کرکے نہ دکھلاؤ، میری آنکھ کھلی اور اسی وقت مجھے تنبہ ہوا کہ یہ سی آئی ڈی کی جماعت نہیں ہے ،

اس کے بعد سے میرا دل جماعت کی طرف سے صاف ہوگیا اور میں نے پورے شہر میں کام کرنے کی اجازت دیدی .

خواب حضرت والا نے سنا اور فرمایا جزاکم اللہ ، اللہ تعالی جماعت کی برکات سے مالا مال فرمائے آمین

حضرت شیخ ؒ کے ملفوظات گرامی : اسکے بعد حضرت والا نے یہ کلماتِ خیر ارشاد فرمائے :

اللہ تعالی کی عادت یہ ہے کہ وہ موقع کے موافق امت کے مرض کا علاج تجویز فرماتے ہیں اور دین کی ترقی کے لئے طریقہ القاء فرماتے ہیں .

انگریز دشمنی اور عربی مدارس کا قیام : جب انگریز سو سال پہلے آئے تو انھوں نے اپنی تمام تدبیروں سے اسلام اور اسلام کے قوانین کو مٹانے کی کوشش کی اللہ تعالی نے اس وقت کے اعتبار سے دل میں یہ بات ڈالی کہ مدارس قائم کئے جائیں ، چنانچہ اس وقت اکابر نے مدرسہ کے قائم کرنے پر اتنا زور لگایا کہ ہر ہر مقام اور ہر ہر جگہ پر مدارس قائم کئے ، دار العلوم دیوبند ، مظاہر علوم سہارنپور اور مراد آباد میں مدرسہ شاہی اور امروہہ میں اور دہلی کے آس پاس میں یہ تمام مدارس اسی زمانہ کے قائم کردہ ہیں ، یہ اللہ تعالی کی بہت بڑی مدد تھی کہ جس کے ذریعہ سے اللہ تعالی نے دین میں پوری کامیابی دی ، ورنہ چونکہ وہ دور انگریزی حکومت کا تھا اس لئے وہ دین کو پورا ڈبونے کی فکر اور کوشش میں تھے لیکن پوری طرح وہ کامیاب نہ ہوسکے ، چونکہ انکے پاس حکومت تھی ، مال و دولت تھی اسلئے اگرچہ بزرگانِ دین کی محنت کی وجہ سے پوری طرح قابو نہ پاسکے لیکن سو سال کے بعد نوجوانوں کے مزاجوں کو مسخ ضرور کردیا، رفتہ رفتہ ہمارے نوجوان اور جاہل سب متاثر ہوگئے جس کے اثرات آج بھی نظر آرہے ہیں اور یہ اثرات دن بدن بڑھتے ہی چلے جارہے ہیں اور حالات بدلتے جارہے ہیں .

تبلیغی جماعت اس مرض کا علاج : اسکا علاج سو سال کے بعد اللہ تعالی نے اس تبلیغ سے

کیا ہے اللہ جل شانہ کے علاج کی قدر دانی یہ ہے کہ ہم اس علاج کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوجائیں اسلئے کہ جب کوئی علاج تجویز ہوجاتا ہے اس کے بعد اگر اس علاج کی قدر دانی نہ کی جائے تو پھر مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہوتا ہے، اب سے سو برس پہلے علوم کی اتنی قدر تھی کہ اگر کوئی مدرسہ بھی نہ جاسکا تھا تو وہ اپنے گھر ہی علم حاصل کرلیا کرتا تھا، اور اسی قدر کا نتیجہ تھا کہ جب مدارس کا نام سنتے تو اتنا ہجوم ہوجایا کرتا تھا کہ جسکی کوئی حد نہیں ۔ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟ ۳۴۔۳۸)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دار العلوم دیوبند

دعوت جہادِ کبیر ہے: یہ دعوت کا کام جہادِ کبیر ہے، اس میں انسان طعنے سنتا، گالیاں کھاتا، تکلیفیں اٹھاتا مصیبتیں جھیلتا اور اذیتیں برداشت کرتا ہے، اور میدانِ کار زار میں آدمی جاکر جنگ کرتا ہے پھر یا تو قتل کرتا یا قتل ہوجاتا ہے۔

انقلابِ عظیم: اسلام نے اپنے متبعین کو صبر وتحمل کی تعلیم دی ہے، جبن و بزدلی کی دعوت نہیں دی بلکہ بہادری اور اولو العزمی کی طرف بلایا ہے اور اپنے مشن کیلئے ہر قسم کی تکلیف و مصیبت برداشت کرنے کیلئے آمادہ کیا ہے اور بتلادیا ہے کہ کامیابی و کامرانی شدائد و مصائب پر اسی طرح صبر وتحمل کرنے سے ملتی ہے، مکہ کی زندگی کو دیکھئے، تیرہ آدمی مسلمان ہوئے، یہ سب حضرت ارقمؓ کے گھر میں بند رہے، زنجیریں چڑھائے رکھتے، عدد کے اعتبار سے بھی کم شوکت وسطوت بھی ندارد، لیکن دین کی تبلیغ میں لگے رہے، حق کی طرف بلاتے رہے، تکلیفیں ومصائب جھیلتے رہے اور کفار اپنی زبان سے قلب وجگر پر نشتر زنی کرتے رہے، بالآخر انکی پیہم سعی اور مسلسل کوشش سے ایک عظیم انقلاب آیا، اقلیت اکثریت میں بدل گئی، ذلت وخواری کی جگہ عظمت و رفعت نے لے لی، یہ تبدیلی تلوار کے جہاد سے رونما نہیں ہوئی تھی بلکہ زبان کے اس جہاد سے ہوئی تھی جسے جہادِ اعظم کہا گیا ہے، اور کیسے ہوئی؟ اس طرح ہوئی کہ وہ لوگ مصائب کو جھیلا کئے مگر حوصلہ نہیں چھوڑا۔

دعوت و تبلیغ میں ہماری قوت و طاقت : آج کی ہماری زندگی مشابہ ہے مکہ کی زندگی سے ، بالکل وہ حال تو نہیں جو وہاں تھا ، یہاں ہماری جائدادیں ہیں ، ہمیں قانونی حقوق حاصل ہیں ، ہم جو پیشہ چاہیں اختیار کرسکتے ہیں ، لیکن اسلام کی شوکت اور اسلام کا حکم نہیں ہے ، تمدن ، تہذیب کی ہر بات تسلیم کرلی جاتی ہے لیکن وہی بات خدا کے نام پر نہیں مانی جاتی ، خدا کا نام لے کر کچھ نہیں منوایا جاسکتا ، تمدن و تہذیب کے نام پر ہر بات منوائی جاسکتی ہے :

”وما نقموا منهم الا أن يؤمنوا بالله العزيز الحميد“

سارا غصہ ، سارا شکوہ صرف اس وجہ سے ہے کہ خدا کا نام لیا جاتا ہے ، یہاں مادہ پرستی ہے ، لیکن خدا پرستی نہیں ہے ، اس زندگی کا اقتضا یہ ہے کہ آج ہم اور آپ تلوار سے طاقت پیدا نہیں کرسکتے بلکہ صرف خدا کی طرف دعوت دے کر طاقت وقوت پیدا کرسکتے ہیں ، آج ہماری کامیابی و کامرانی اور فلاح اس دعوتی کام میں مضمر ہے ، دعوت وتبلیغ کا یہ کام ہماری زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب لاسکتا ہے ، اور ہم میں وہ قوت پیدا کرسکتا ہے کہ جو ہم سے ٹکرائے پاش پاش ہوجائے .

(کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟ ۸۸ ـ ۹۰)

عام تبلیغ ہر شخص پر ضروری ہے : اللہ تعالی نے زمانہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ انسان خسارہ میں ہے مگر صرف اہلِ ایمان اور وہ لوگ اس سے مستثنی ہیں جو ایک دوسرے کو حق وصبر کی وصیت کریں اور دوسروں کو صالح بنانے کی کوشش کرتے رہیں ، دین کی تبلیغ و اشاعت کا کام اسی لئے شروع کیا گیا ، کیونکہ عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ یہ کام صرف علماء سے متعلق ہے ، وہ مسائل جن میں اختلاف ہو انھیں نہ بیان کیا جائے بلکہ علماء اس کو بوقتِ ضرورت بیان کریں اور عام تبلیغ ہر شخص پر لازمی ہے ، امتِ محمدیہ کے ہر فرد پر اس ذمہ داری کو لازم ٹھرایا گیا ہے ، ارشاد ہے :

كُنتُم خَيرَ أُمَّةٍ أُخرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأمُرُونَ بِالمَعروفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنكَرِ

اس آیت میں اس امت کو مخاطب بنایا گیا ہے ، اور للناس کہا گیا ہے للمسلمین نہیں کہا گیا .

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی تبلیغی جماعت : ہندوستان میں اس وقت دعوت و تبلیغ کے کام کو چند سال قبل حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے شروع کیا ، خدا تعالی نے ان کے قلب مبارک پر اس کا القاء کیا ، انھوں نے تبلیغ کے لئے جماعتوں کا طریقہ اختیار کیا کیونکہ دستور ہے کہ جب کچھ لوگ مل کر ایک بات کہتے ہیں یا کوئی کام کرتے ہیں تو اس کا اثر خاص طور پر پڑتا ہے ، ایک ہی بات کو جب مختلف لوگ مختلف وقتوں میں کہتے ہیں تو اس کا اثر کبھی نہ کبھی تو ہوتا ہے ، حق تعالی نے سورۂ یٰسٓ میں ارشاد فرمایا ہے :

اذْ اَرسَلنا اِلَيهِمُ اثنَينِ فكذَّبُوهما فعَزَّزنا بِثالثٍ فقالوا اِنّا اِلَيكم مُرسَلونَ .

(ترجمہ) : جب ہم نے ان کے پاس دو رسول بھیجے تو انھوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے تیسرا رسول بھیج کر ان کو سرفراز کیا ، انھوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں .

مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے اسی وجہ سے دعوت کے کام میں جماعتی طریقہ اپنایا ، کیونکہ انھوں نے محسوس کیا کہ آج کا دور اجتماعی دور ہے ، کھیل کود ، صنعت و حرفت ، تجارت و زراعت غرض ہر چیز میں اجتماعیت پائی جاتی ہے ، ہر مسئلہ میں وفود جاتے ہیں ، میٹنگیں ہوتی ہیں ، ہر جگہ رنگ دکھلائی دیتا ہے ، اس جماعتی ماحول میں انفرادی بات کا زیادہ اثر نہیں ہوتا ، یہی کچھ سوچ سمجھ کر مولانا مرحومؒ نے اس جماعتی کام کو جماعتی ڈھنگ سے شروع کیا ، جب جماعت بنا کر کچھ لوگ کسی آدمی کے پاس جاتے ہیں اور اس حال میں کہ کاندھوں پر بستر لدے ہوئے ہیں ، پیدل چل کر آرہے ہیں ، محنت و مشقت کے آثار چہرے سے ظاہر ہیں ، لامحالہ وہ آدمی سوچتا ہے کہ یہ لوگ میرے پاس کیوں آئے ہیں ؟ انھیں مجھ سے کوئی غرض و مطلب نہیں پھر کیا چیز ہے جو انھیں اس تکلیف کو برداشت کرنے پر آمادہ کررہی ہے ، ضرور جو یہ لوگ کہتے ہیں وہ صحیح ہوگا یہ چیز اسے بہت متاثر کرتی ہے .

تبلیغی جماعت اور انقلاب عظیم : میں نے شاید کہیں لکھا ہے کہ تبلیغ کو اللہ تعالی نے مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے دل میں بطور فن کے القاء کیا ، اس میں تعلیم و تربیت ، سیر و سیاحت ،

روح کی دلچسپی ، بدن کی ورزش ہر ایک چیز موجود ہے ، آج کے دور میں یہ کام بڑا ہی مفید اور لازمی ہے ، اسی وجہ سے یہ کام تیزی سے پھیل رہا ہے ، اور اس خاموش تبلیغ سے ایک عظیم انقلاب آرہا ہے ، ہندوستان کے ہر خطہ میں اور ہندوستان سے باہر جہاں بھی میں گیا وہاں میں نے تبلیغی جماعتیں اور تبلیغی مراکز دیکھے ، رسمی انداز میں اس عالم گیر طریقہ پر کام نہیں ہوسکتا ، اور اس کے ساتھ ساتھ نہ فتنہ و فساد اور نہ واویلا اور شور ، آپ نے کہیں نہیں سنا ہوگا کہ ان جماعتی لوگوں نے کہیں غدر کیا ، کہیں فساد برپا کردیا ، یہ ایک خاموش تبلیغ ہے جو عالم گیر طریقہ سے ساری دنیا میں پھیلتی جارہی ہے اور اس کی مقبولیت روز بروز بڑھتی چلی آرہی ہے .

تبلیغ میں باہر نکلنے کا فائدہ : تبلیغ کے کام میں آدمی کو اس کے گھر سے نکالا جاتا ہے اور وہ گھر کے ماحول سے نکل کر خدا کے گھر میں پہنچتا ہے ، وہاں اسے دوسرا ماحول ملتا ہے ، گھر کے ماحول میں اور اس ماحول میں بڑا فرق ہوتا ہے ، یہاں اسے داعی اور عامل دونوں بننا پڑتا ہے ، وہ داعی بن کر آتا ہے اور عامل بنکر جاتا ہے .

تبلیغ کا مقصد : حضرت سفیان ثوریؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم نے علم حاصل کیا تھا غیر اللہ کیلئے مگر جب علم آگیا تو اس نے کہا کہ میں تو خدا کیلئے ہوں ، اس تبلیغی کام کا ایک نظام ہے اور اوقات لگانے کا ایک اصول ہے ، اسکا مقصد یہ ہے کہ قلب کی صفائی ہو ، وہ تمام دنیوی آلودگیوں سے پاک ہو ، تزکیہ نفس ہو ، انشراح قلبی اور روحانی قوتوں کو جلا ہو ، شیطانی قوتیں دبیں اور مغلوب ہوجائیں .

دو پناہ گاہ : آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس دور میں مسلمانوں کیلئے دو پناہ گاہیں ہیں ایک دینی مدرسے اور دوسرے یہ تبلیغی کام ، تعلیم والے باہر سے لوگوں کو لاکر ایک جگہ جمع کرتے ہیں اور پھر اپنی تعلیم دیتے ہیں اور یہ تبلیغی کام والے جمع شدہ لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں . (کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟ ۹۴ ـ ۱۰۰)

عالم گیر محنت : آج بحمد اللہ ملک گیر نہیں بلکہ دنیا گیر ہوگئی جماعت ، کوئی جگہ خالی نہیں جہاں

تبلیغی جماعت نہ پہنچی ہو اور انکے مرکز قائم نہ ہوں ہر جگہ وہ اللہ کا نام بلند کررہے ہیں ، مجھکو جہاں بھی جانا ہوا یورپ میں دیکھا تو لندن میں جماعتیں قائم ہیں ، فرانس میں پیرس میں جماعتیں قائم ہیں ، اسی طرح دوسرے ممالک میں کویت میں وہاں بھی قائم ، عرب میں ہے ہی قائم مکہ مکرمہ میں ، مدینہ طیبہ میں ، اسی طرح سے مشرقی ممالک میں جگہ جگہ جماعتیں پہونچیں اور انھوں نے جاکر اپنے مراکز قائم کئے ، ایک عام اشتراک بین الاقوامی پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے دین کو مضبوطی اور تقویت حاصل ہوئی ۔

تبلیغی حرکت مقدمۂ تعلیم ہے : اتنا میں ضرور سمجھتا ہوں کہ تبلیغ کا کام یہ ہے کہ جذبات کو مشتعل کردے دین کی پیروی کیلئے ، ظاہر بات ہے کہ جب چاہیں گے لوگ چلہ دیں گے تو جذبہ پیدا ہوگا دین پر عمل کرنے کا ، لیکن عمل کیلئے ضرورت ہے کہ مسائل معلوم ہوں ، اگر محض جذبات ہوں مسائل سامنے نہ ہوں اور پھر عمل کرے آدمی لاعلمی کے ساتھ تو اس سے منکرات بھی پیدا ہوسکتے ہیں ، محدثات اور بدعات پیدا ہوسکتے ہیں لیکن اگر مسائل کا صحیح علم ہے تو جذبات پیدا کرنے کیلئے تبلیغی جماعت ہے اور جذبات کو ابھرنے کا ، اور عمل میں لانے کا طریقہ ہوگا مسائل کا ، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تبلیغ درحقیقت مقدمہ ہے تعلیم کا ، تو تبلیغی جماعتیں جہاں بھی جائیں گی وہ آمادہ کریں گی علم حاصل کرنے پر خواہ وہ کتاب کے ذریعہ سے ہو یا خطاب کے ذریعہ یا درس و تدریس کے ذریعہ جو بھی شکل ہو ، بہر حال تم علم حاصل کرو ، مدارس میں جاؤ ، خواہ گھر میں تعلیم پاؤ یا مطالعہ کرو ، کسی عالم کو اپنا استاد بنالو مگر علم حاصل کرو ، بلا علم کے اگر عمل کرو گے تو ممکن ہے کہ منکرات میں مبتلا ہو جاؤ ، ممکن ہے کہ محدثات میں مبتلا ہو جاؤ ، اسلئے درحقیقت تبلیغ مقدمہ ہے تعلیم کا ، حتی کہ مجھ سے خود فرمایا حضرت مولانا نے کہ بھئی ! میں نے تو یہ سلسلہ اس لئے قائم کیا ہے کہ معلمین کو متعلمین ملیں ، مدارس کو طلبہ ملیں ، مشائخ کو مریدین ملیں ، میں نے اسلئے قائم کیا تاکہ مشائخ تربیت کریں اخلاق کی ، معلمین تعلیم دیں مسائل کی ، مدارس آباد ہوں ، اس سے گویا یہ اندازہ ہوا کہ تبلیغ اور تبلیغی حرکت یہ درحقیقت مقدمہ ہے تعلیم کا ، جس انداز سے بھی ہو ۔

اور تعلیم کا اصل مقصد دعوت الی اللہ ہے : پھر تعلیم کے بعد کیا ہوگا ؟ تعلیم کا مقصد ہے تبلیغ اور خطابت الی اللہ ، یہ گویا دور ہے ، تسلسل ہے ، مدارس میں تعلیم پانے کا مقصد اگر آپ صرف یہ سمجھ جائیں کہ جو کتابیں پڑھی ہیں ، انھیں پڑھایا بھی جائے تو یہ مقصد مبارک ہے اور اگر یہ مقصد نہیں ہوگا تو علم پھیل بھی نہیں سکتا ، لیکن قناعت کرلینا اسکے اوپر کافی نہیں ، دعوت الی اللہ اصل مقصد ہے وہ ہونی چاہئے خواہ تدریسی لائن سے ہو یا خطابت کی لائن سے ، تصنیف کی لائن سے ہو یا کسی بھی لائن سے مگر دعوت ہونی چاہئے . (کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟ ۱۱۲۔ ۱۱۵)

طلبہ کے ذمہ دعوت اور ہر عامی کے ذمہ تعلیم ضروری ہے : طلبہ اگر مدارس میں پڑھ کر دعوت کو نصب العین نہ بنائیں گے تو حقیقت میں تعلیم کا مقصد انھوں نے پورا نہیں سمجھا ، یہ بہت ضروری ہے کہ تعلیم پاکر پھر درس و تدریس کیا جائے ، پھر جب تک تعلیم نہیں ہوگی تبلیغ نہیں آسکتی ، موعظت نہیں آسکتی ، جو آدمی جاہلِ محض ہے وہ کیا موعظت کرسکے گا ، اور اصول ہی سے ناواقف ہے وہ حکمت کیا بیان کرسکے گا، اور جو لوگوں کے نفسیات سے ناواقف ہو وہ مجادلہ کیا کرے گا انکے ساتھ ان سب کیلئے ضرورت ہے علم کی ، تو مقدم چیز تو یہی ہے کہ تعلیم ہو لیکن خود تعلیم کا مقصد کیا ہے ؟ وہ دعوت الی اللہ ہے ، کسی بھی طریق سے ہو ، اگر دعوت چھوڑدی گئی تو تعلیم کا مقصد رائیگاں ہوگیا ، تو گویا تبلیغ کا مقصد تعلیم اور تعلیم کا مقصد تبلیغ ، یہ اور وہ محال نہیں ہے جو فلسفیوں کے ہاں پر دور تسلسل محال ہے بلکہ ہر چیز دوسری کا مقدمہ ہے اور دوسری کا معین و مددگار ہے .

(کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟ ۱۱۶)

دعوت کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرو، ڈھنگ اللہ پیدا کردیں گے :

طریق منجانب اللہ القاء ہوتا ہے جبکہ ذوق و جذبہ موجود ہو ، اب لوگ کہتے ہیں کہ کس ڈھنگ سے کریں ؟ ارے بھئی ! ڈھنگ تو بعد میں پیدا ہوتا رہے گا تم جذبہ پیدا کرلو اپنے اندر ، ڈھنگ اللہ میاں خود پیدا کردیں گے ۔ آب کم جو تشنگی آور بدست (کذا فی الاصل) تا بجوشد آبت از بالا و پست

پانی کی تلاش مت کرو پیاس پیدا کرو اپنے اندر وہ پیاس خود کھینچ لائے گی پانی کو، جب پیاس نہیں ہے تو وہ لاکھ تدبیریں کریں بدلی سے اس کو پانی نہیں ملے گا، اور پیاسا آدمی جائیگا تو ایسے ایسے ڈھنگ اختیار کرے گا کہ خواہ مخواہ پانی تک پہنچ جائے، تو پانی کی تلاش کم کرو پیاس اپنے اندر پیدا کرو، اس طرح ان ڈھنگوں کی تدبیریں اور طریقہ مت سوچو بلکہ جذبہ پیدا کرو پیاس پیدا کرو کہ دعوت الی اللہ کریں گے اس جذبہ سے اللہ تعالی خود تدبیریں القاء کریں گے، ایسی سوجھے گی وقت پر کہ دوسرے کو نہیں سوجھے گی.

دعوت کیلئے عزم مصمم: اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے طلبہ کے اندر تعلیم کے زمانہ میں ہی یہ جذبہ ہو کہ تعلیم کا مقصود دعوت الی اللہ ہے، اور ہمیں اس میں اپنا وقت لگانا ہے اور ہمیں اپنی زندگی اس میں گزارنی ہے، اس ترغیب سے سامان پیدا ہوں گے، دعوت الی اللہ سہل ہوگی، اور وسائل مہیا ہوجائیں گے. (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۱۲۴)

طلباء کا نصب العین یہ ہو کہ وہ جذبہ صحیح پیدا کریں: اسلئے میں کہتا ہوں کہ ہمارے طلباء تعلیم کے زمانہ میں یہ جذبہ بطور نصب العین کے رکھیں کہ تعلیم کا مقصد دعوت الی اللہ ہے، کوئی بھی طریقہ اختیار کریں مگر دعوت کا راستہ نہیں چھوڑیں گے تو اللہ تعالی آسان فرمائے گا ان کیلئے.

تو خلاصہ یہ ہے کہ تبلیغ درحقیقت مقدمہ ہے تبلیغ کا کہ علمی مسائل حاصل ہوجانے کے بعد نصب العین دعوت الی اللہ ہے. (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۱۲۶)

بڑا جہاد دینی جہاد ہے: تو وہ (تلوار سے لڑنا) جہاد بالسیف ہے، اور جہاد باللسان؟ جہاد باللسان میں بھی اگر اقلیت مخلص ہوگی غلبہ پائے گی اور یہ اس سے بڑھ کر جہاد ہے جہاد بالسیف کو جہاد صغیر کہا گیا، اور جہاد باللسان کو جہاد کبیر، جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: وجاهدهم به جهاداً كبيراً یہ ان حضرات کیلئے ہے جو مکہ کی زندگی گزار رہے تھے جبکہ تلوار اٹھانے کی اجازت نہیں دی گئی، زبان سے جواب دینے کی بھی اجازت نہیں دی، یہی حکم تھا کہ مار کھاؤ، پٹو، مگر دعوت الی اللہ

کرتے رہو، یہ جہاد کبیر ہے۔ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۱۴۸)

تبلیغی کام کا خلاصہ : تبلیغی جماعت کی محنت کا خلاصہ کیا ہے؟ یہ ہے کہ انسان انسان بنجائے اور بحیثیت انسان ہونے کے اپنا انسانی حق ادا کرے، چونکہ یہ کائنات کے نمونوں کا جامع ہے اسلئے نماز پڑھے گا، اور ربانی نمونوں کا جامع ہے اسلئے یہ دوسروں کی تربیت کرے گا دعوت دے گا، تو عبادت اور خلافت یہ دو حق ہیں انسان کے، عبادت کا حق یہ ہے کہ یہ نماز پڑھے اور خلافت کا حق یہ ہے کہ دعوت دے، تو ایک سے مقصود یہ ہے کہ انسان بندۂ خدا بنے اور دوسرے سے مقصود یہ ہے کہ انسان نائبِ خدا بنے، تو تبلیغی محنت کے ذریعہ اس بات کا شوق اور رغبت لوگوں کے دل میں پیدا کرناہے کہ بندۂ خدا بنو اور نائبِ خدا بنو، نماز پڑھو اور دعوت دو، بس یہ خلاصہ ہے اس تبلیغی کام کا۔ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۱۵۸)

تبلیغی کام کے ساتھ کھلی مدد : یہ اللہ کی کھلی مدد اور نصرت ہی تو ہے کہ دیکھتے دیکھتے یہ کام عالمی بن گیا، بڑے بڑے شہروں اور ملکوں سے گزر کر دور دور دراز علاقوں تک پہنچ گیا تو یہ اللہ کی مدد ہے۔

رحمت و نصرت خداوندی کیلئے اسباب : تو یہ دو اسباب ہیں اللہ کی رحمت اور مدد کو حاصل کرنے کیلئے ایک تو اللہ کے سامنے جھکے نماز پڑھے، اور دوسرے دعوت الی اللہ والا کام کرے اور جو بھی اللہ والا کام کرے گا تو اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہوجائیگی : من کان للہ کان اللہ لہ کہ جو اللہ کیلئے ہوگیا تو سارا عالم بھی اس کا ہوگیا، جیسے جو بادشاہ کا وفادار ہوجاتا ہے تو پوری بادشاہت اس کیلئے وفادار ہوجاتی ہے۔

چند ناقصوں کی وجہ سے کام نہ چھوڑا جائے : اب جب کام اس قدر عام ہوگیا اور ظاہر ہے کہ جو بھی اس میں نکلا ہے اپنی خامی اور نقص کے ساتھ نکلا ہے تو ضرور کام کرنے والوں میں نقص اور خامی آئیگی لیکن اس کی وجہ سے کام کو نہیں چھوڑیں گے بلکہ اس کی اصلاح کریں گے، جیسے بیٹا

خواہ کتنا ہی نافرمان کیوں نہ ہو پھر بھی باپ بیٹے کو نکال نہیں دیتا بلکہ اصلاح کرتا ہے اس طرح سے کچھ لوگوں کے غلط ہونے کی وجہ سے کام کو نہیں چھوڑا جائیگا بلکہ انکی اصلاح کی جائیگی اسلئے کہ انکی یہ غلطی ذاتی غلطی ہے اور ذاتی یا شخصی غلطی کی وجہ سے اس عظیم کام کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

جماعت اور امیر: پھر جیسے نماز کیلئے ضروری ہے کہ جماعت کا اہتمام کرے اسی طرح دعوت الی اللہ میں بھی ضروری ہے کہ جماعت کا اہتمام کیا جائے پھر جماعت کیلئے امام شرط ہے اسی طرح دعوت الی اللہ کیلئے جب بصورت جماعت نکلیں تو امیر ضروری ہے، نماز میں امام کی اقتداء کی جاتی ہے تو جماعت میں نکل کر امیر کی اطاعت کی جاتی ہے، جیسے امام قراءت میں غلطی کرے تو اس کی وجہ سے اقتداء نہیں چھوڑی جاتی، بلکہ امام کو لقمہ دیا جاتا ہے، اگر قیام کے بجائے بیٹھ گیا تو سبحان اللہ کہہ کر اشارہ کیا جائے گا تاکہ امام کھڑا ہوجائے، پھر بھی امام اگر متوجہ نہ ہو تو اسکی وجہ سے اقتداء کو نہیں چھورا جائے گا بلکہ نماز میں امام کی اقتداء پوری کی جائے گی، اسی طرح اگر امیر غلطی کرتا ہے تو اسے سمجھایا جائے پھر بھی متنبہ نہ ہو تو جماعت کو نہ چھوڑے جیسے امام کی غلطی پر نماز نہ توڑے بلکہ ساتھ دے، اسی طرح اس کی یا چند کی غلطی کی وجہ سے عملِ عظیم کو نہیں چھوڑا جائے گا، اور نہ کام سے روکا جائے گا۔

چند منکر کی وجہ سے مدارس اور جہاد کو ختم نہیں کیا جاسکتا: آپ حضرات بخوبی واقف ہیں کہ مدارس سے قوم کو اور امت کو کتنا بڑا نفع پہنچا، اور کیا انقلاب دنیا میں آیا؟ اسکے یہ معنی نہیں ہے کہ کام کرنے والوں سے کوئی غلطی ہی نہیں ہوتی، اس پر کسی نے نہیں کہا کہ مدارس کو روک دو بلکہ غلطیوں پر لوگ متوجہ کرتے اور اصلاح کرتے ہیں .... (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۱۶۳۔۱۶۵)

تعلیم اور تبلیغ لازم و ملزوم: بہر حال تعلیم اور تبلیغ دونوں لازم و ملزوم ہیں، نہ تعلیم والے تبلیغ والوں سے کٹیں اور نہ تبلیغ والے تعلیم والوں سے کٹیں، یہ سب آپ ہی کے کام ہیں، علم مقدمہ ہے تبلیغ کا اور تبلیغ مقدمہ ہے علم کا اسلئے کہ تبلیغ کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے اندر عمل کا جذبہ

ابھرے اور دین پر چلنے کا شوق پیدا ہو، تو رغبت دلانا ہے عمل کی طرف اور عمل کا طریقہ معلوم ہوگا مسائل سے، اسلئے تبلیغ والے مسائل سے مستغنی نہیں ہوسکتے اسی طرح مسائل والے محتاج ہیں عمل کے اور عمل کیلئے رغبت اور شوق کا پیدا ہونا ضروری ہے تو اس کیلئے ضروری ہے فضائل کی تو مسائل والے فضائل والوں سے مستغنی نہیں ہوسکتے، تو اِنھیں ضرورت ہے مسائل کی اور اُنھیں ضرورت ہے فضائل کی اور یہ دونوں ہی کام نبی ﷺ کے ہیں تو دونوں ہی خدام ہوئے دین کے، تو دونوں کا آپس میں تعاون ہونا چاہئے۔ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۳۹۶)

تبلیغی کام کا نفع : تو حقیقت یہ ہے کہ خیر والا کام، دعوت الی اللہ والا کام چھوٹ گیا تھا بہت عرصہ سے، آج تو الحمد للہ اس کام کی وجہ سے جذبہ پیدا ہو رہا ہے عوام میں رجوع الی اللہ کا، مقصدِ حیات پر آنے کا اور اپنے قلوب کی درستگی کا۔ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۳۹۷)

حضرت مولانا ابراہیم احمد صاحب مظاہریؒ صدر مرکزی جمیعۃ العلماء رنگون

(علماء کرام سے خطاب)

تین ضروری باتیں : تبلیغی جماعت کے بارے میں تین باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں:

(۱)۔ تبلیغی جماعت کے بارے میں ذہن صاف ہونا چاہئے اور اس کام کو دین کا نہایت اہم اور عظیم الشان کام سمجھ کر اس سے پوری طرح دلچسپی لینی چاہئے، اور دوسرے لوگوں کا ذہن بھی اس کیلئے ہموار کرنا چاہئے۔

(۲)۔ زبانی طور پر اپنے دوستوں، ساتھیوں، شاگردوں اور محبت رکھنے والوں کو دعوت دینی چاہئے کہ وہ اس کام میں حصہ لیں اور کچھ وقت صرف کریں تاکہ خود انکی بھی اصلاح ہو اور دوسروں کیلئے بھی اصلاح کا ذریعہ اور نمونہ بن سکیں۔

(۳)۔ علماء کرام کو خود بھی وقتاً فوقتاً اس کام میں حصہ لینا چاہئے اس طرح کہ دوسرے مشاغل کا

بھی حرج نہ ہو ، اپنے آرام اور فرصت کے وقت کو اس میں صرف کرنا چاہئے ، اور اگر ممکن ہو اس سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ وقت کی قربانی دینی چاہئے .

خاص کروہ علماء جو ابھی فارغ ہوئے ہیں ان کو نہایت دلچسپی اور انہماک اور پورا وقت دے کر اس تحریک میں لگنا چاہئے ، اسی طرح وہ طلباء جو عربی مدارس میں تعلیم حاصل کرہے ہیں ، اسی طرح ان کو فرصت کے اوقات میں اس کام میں شرکت ضروری قرار دینی چاہئے .

تبلیغ سے ہماری دوری : حضرات ! مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنے دیجئے کہ تبلیغی جماعت کے بارے میں علماء کا ذہن صاف نہیں ہے ، اور اپنے علم و دانش کے باوجود بھی اس عظیم کام کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور دلچسپی نہیں لیتے ، یہ بات مجھ پر اس وقت آشکارا ہوئی جب کہ گزشتہ دنوں ہندوستان کی تبلیغی جماعت کے معزز اور سرگرم کارکن جناب .... صاحب رنگون تشریف لائے اس وقت انھوں نے مختلف طبقات کے سامنے جس طرح تبلیغی تحریک کو پیش کیا اس طرح علماء کو بھی آپ نے دعوت دی ، اس وقت ہماری جماعت کے بعض علماء ایسے تھے جنھوں نے اس تحریک سے بُعد اور بیگانگی ظاہر فرمائی .

جمیعۃ العلماء کے ایک بڑے رکن جو اتفاق سے آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہوسکے انھوں نے تبلیغی تحریک کو تعلیم دین کیلئے حارج یا اسکو افراط تفریط کا مصداق قرار دیا ہے ، چنانچہ انھوں نے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے پاس اس قسم کا عریضہ تحریر فرمایا جس کا جواب حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا تھا[1] ان دونوں خطوط کی نقلیں سائیکلو اسٹائل کراکر آج کے اجتماع میں تقسیم کراچکا ہوں ، اسی طرح بعض نو جوان علماء کو دیکھا کہ تبلیغی جماعت سے وہ پہلے دلچسپی لیتے تھے لیکن آج کل بالکل کنارہ کش اور علیحدہ ہوچکے ہیں ، اسکی وجہ انھوں نے مقامی تبلیغی جماعت کے بعض افراد کی غلطیاں بتلائیں .

---

[1] غالبًا یہ وہی خط ہے جو اس کتاب کے اخیر میں آرہا ہے .

بڑی کرامت : اسی طرح حال ہی میں ایک واقعہ پیش آیا کہ جب میں اپنے یہاں کے ایک بڑے عالم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اس کے ساتھ ایک بچہ تھا اور اس نے بتلایا کہ اس کا بچہ کچھ آسیب زدہ ہے اس کیلئے تعویذ دیا جائے ، یہ شخص دیکھنے میں نہایت متواضع اور غریب نظر آرہا تھا ، ان عالم صاحب نے بات چیت کے درمیان انہیں پہچان لیا اور پوچھا کہ تم "دین محمد" تو نہیں ہو؟ اس نے اثبات میں جواب دیا، اس کے بعد وہ عالم صاحب مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ یہ نومسلم ہے اور پہلے ڈاڑھی نہیں رکھتا تھا اور اب یہ تبلیغی جماعت میں شامل ہے اور تبلیغی جماعت کے ساتھ مانڈلے پیدل بھی روانہ ہوا تھا، چونکہ اب ڈاڑھی رکھ لی ہے اور کرتا بھی لمبا پہننے لگا ہے اس کی وجہ سے ان کو پہچان نہ سکا، میں نے برجستہ ان عالم سے کہا کہ اب بھی آپ تبلیغی جماعت کی کرامت کے قائل نہیں ہوں گے ؟ اسلئے کہ جب ایک شخص اس تحریک میں داخل ہوتا ہے تو ڈاڑھی رکھ لیتا ہے ، نماز کا پابند بن جاتا ہے ، اسلامی اخلاق پیدا ہوجاتا ہے ، اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت ہوسکتی ہے تبلیغی جماعت کی ؟ اس نے ایک شخص کی زندگی ہی نہیں بدل ڈالی ، بلکہ اس کے باطن کی طرح اس کا ظاہر بھی بدل ڈالا ہے ، کیا یہ معمولی کام ہے ؟ کیا ہم اور آپ یہ کام اس قدر جلد اور آسانی سے کرسکتے ہیں ؟ کیا زندگی کیلئے یہ معمولی انقلاب ہے ؟ اگر ان ظاہر کامیابیوں کو دیکھ کر بھی آپ اسکے قائل نہ ہوں تو کب قائل ہوں گے ؟ تبلیغی جماعت نے تو ایسے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کی زندگیاں بدل ڈالیں ، اس وقت ایسی لاکھوں زندگیاں ہیں جو دین کے کاموں میں لگی ہوئی ہیں ، روزانہ لاکھوں انسان اس کام کیلئے حرکت کررہے ہیں ، یہ ایک عجیب داعیانہ زندگی ہے ، جس نے نہ صرف باطن کو بدلا بلکہ ظاہر کو بھی بدل ڈالا، وہ عالم صاحب کہنے لگے کہ یہ شخص کام کاج چھوڑ کر تبلیغ میں نکل گیا اور انھوں نے گھر بار کے اخراجات کا انتظام بھی نہیں کیا ، یہ افراط تفریط نہیں تو اور کیا ہے ؟ میں نے کہا کہ اس کا بھی ذمہ دار کوئی نہ کوئی ہوا ہوگا ؟ اور اگر نہیں ہوا تو مقامی تبلیغی جماعت سے آپ کو دریافت کرنا چاہئے اور شک کو رفع کرلینا چاہئے ، لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ کسی فرد کی غلطی ہوئی ہے تب بھی ایک فرد کی غلطی سے آپ اس تحریک کو کیسے غلط کہہ سکتے ہیں ؟

تبلیغ سے فرار کی دوسری وجہ : ہمارے علماء میں اس قسم کی دوسری مثالیں بھی ہیں جن میں شک ، ریب ، تذبذب ، انکار اور فرار کی ذہنیت پائی جاتی ہیں ، بعضوں میں قربانی دینے کی ، محنت کرنے اور وقت لگانے سے گریز کے جذبات بھی پائے جاتے ہیں ، بعضوں میں مضحکہ خیز حد تک فرار کی ذہنیت پائی گئی تو وہ یہ کہنے لگے آج اگر ہم اس تبلیغی تحریک میں شامل ہوگئے تو ہماری بے عزتی ہوگی ، کیونکہ اب تک علماء نے اس تحریک میں پورے طور پر حصہ نہیں لیا ، میرے خیال میں یہ اُس قسم کی غلطی ہے جس کی قرآن نے نشاندہی کی ہے : **و اذا قیل لہ اتق اللہ أخذتہ العزۃ بالاثم** حالانکہ اس معاملہ میں ہرگز جھوٹے اعتراضوں کا خیال نہیں کرنا چاہئے .

سم قاتل : حضرات علماء کرام ! سب سے زیادہ ماتم کی چیز یہ ہے کہ ہم اس کام کیلئے اپنی تعلیم و تدریس ، ترجمہ و تالیف قرآن کی تفسیر اور جمیعۃ العلماء کے دوسرے مشاغل کی وجہ سے وقت کم دے سکتے تو اتنی بری بات نہ تھی ، لیکن اس تحریک سے انکار اور فرار ہمارے لئے سمِ قاتل ہے ، یہ تحریک ہمارے اکابر نے جاری کی ہے جس کا مشاہدہ ہم شب و روز کرتے ہیں ، جو آج بھی اپنی سچائی کی وجہ سے دنیا کے طول و عرض میں پھیلتی جارہی ہے ، آج بھی ہمارے واجب الاحترام اساتذہ اس کی سرپرستی کررہے ہیں اور تحریک میں حصہ لے رہے ہیں .

چند اہم مشورے : آج اس تحریک کو جو حضرات چلا رہے ہیں یہ وہ حضرات ہیں جنکو ہم نے اپنے دورانِ تعلیم میں پڑھاتے اور دین کے کام میں لگتے ہوئے دیکھا ہے جن کے تقوی و طہارت میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا ، اب سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے اکابر باوجود ضعف و نقاہت کے اس کام میں لگتے ہیں اور آج بھی انکی علمی و عملی جد و جہد اور روحانی توجہ سے یہ کام پھیل رہا ہے ، ایسی بابرکت تحریک سے علماء کی غفلت اور ذہن کا صاف نہ ہونا بڑی حرمان نصیبی کی بات ہے .

میں اس سلسلہ میں حسبِ ذیل مشورہ دینا چاہتا ہوں :

مقامی تبلیغی جماعت کی غلطیوں یا لغزشوں کو اس تحریک کی غلطی نہ سمجھا جائے .

اس تحریک کے بارے میں اگر کوئی خبر ملے اس کی تحقیق کی جائے ، اس پر دھیان نہ دیا جائے بہتر یہ ہوگا کہ مقامی تبلیغی کارکنوں سے اس شک کو رفع کرلیا جائے .

اس تحریک کا لٹریچر خاص طور پر حضرت مولانا الیاس ؒ کی سوانح حیات ، آپ کے ملفوظات اور اس سلسلہ میں جو نئے نئے لٹریچر سامنے آرہے ہیں ان کا مطالعہ کیا جائے ، حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی ؒ اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ؒ کی تحریریں خاص طور سے پڑھی جائیں .

اس سلسلہ میں حضرت شیخ الحدیث ، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی اور دوسرے اکابرین سے تحریک کو سمجھنے کیلئے مسلسل خط وکتابت کی جائے اور اشکالات ان کے سامنے پیش کئے جائیں اور ذہن صاف کرلیا جائے ، اگر ایسا کیا گیا تو اس عظیم تحریک کی برکات سے ہم محروم نہیں رہیں گے ، اور برما میں اس تحریک کے پھیلنے اور پھیلانے میں ہم اپنا حصہ ادا کرسکیں گے .

تبلیغی کام میں علماء کی ضرورت : حضرات ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ گزشتہ دو تین سال سے مقامی تبلیغی جماعت اور علماء میں بعد اور بیگانگی رہی ہے ، اس تحریک کے بعض افراد کی لغزشوں کی وجہ سے یقیناً آپ سب حضرات کے دل میں بدگمانی ہوسکتی ہے .

لیکن اے حضراتِ محترم ! یہ سب افراد کی غلطیاں ہیں ، تحریک کا قصور نہیں ، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ ان ہی حالات کی وجہ سے علماء کا فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس تحریک میں شریک ہوں تاکہ آئندہ ایسی غلطی نہ ہو ، ہندوستان کی تبلیغی جماعت کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ ایک تو اس تحریک کے بانی حضرت مولانا الیاس ؒ نے اپنی زندگی میں اس کام کو چلایا ، آپ کے بعد آپ کے جانشین اور خلف الصدق مولانا محمد یوسف ؒ نے تحریک کو بحسن وخوبی چلایا (اور اب حضرت کی وفات کے بعد حضرت مولانا انعام الحسن صاحب ہیں) ، حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم (رحمہ اللہ) کے مشوروں کی روشنی میں کام ہوتا ہے ، اس کے علاوہ بہت بڑی تعداد میں علماء کرام اس کام میں لگے ہوئے ہیں ، اگر برما میں بھی بڑی تعداد میں علماء کرام اس تحریک میں شامل

ہوجائیں تو تمام خامیاں دور ہوسکتی ہیں اور یہ تحریک بہت آگے بڑھ جائیگی ۔

علماء کی شرکت کا فائدہ : حضرات علماء کرام ! ایک اور وجہ بھی ہے جس کی وجہ سے جمعیۃ العلماء کے اراکین کو اس کام میں حصہ لینا چاہئے وہ یہ ہے کہ اس وقت برما میں تبلیغی جماعت کا کام چند ایک بڑے شہروں میں ہورہا ہے ، بڑے شہروں میں بھی وہ علاقے جہاں غیر ملکی مسلمان رہتے ہیں یا وہ مسلمان جو پہلے غیر ملکی تھے اور اب وہ برمی سٹیزن بن گئے ہیں ، ان میں یہ تحریک چل رہی ہے ، لیکن وہ علاقے جہاں قدیم برمی مسلمان آباد ہیں (جنکی مادری زبان برمی ہے) ان میں اس تحریک کو فروغ نہیں ہورہا ہے ، اگر علماء اس کام میں لگ گئے تو اپنے اثر و رسوخ سے ان دیہاتوں ، بستیوں اور ان علاقوں میں بھی یہ تحریک پہنچ جائیگی جہاں صرف برمی جاننے والے مسلمان آباد ہیں ، جمعیۃ العلماء کے مبلّغین اور اراکین برمی زبان میں یہ پیام انکے گھروں تک پہنچائیں گے تو یقیناً ملک کی مسلم آبادی کا بہت بڑا اور کارآمد علاقہ اس تحریک میں شامل ہوجائیگا ۔

علماء سے دوسری درخواست : حضرات علماء کرام ! اس سلسلہ میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں زبانی طور پر اپنے دوستوں ، شاگردوں کو آمادہ کرنا چاہیئے ، وہ اس کام کیلیئے وقت کی قربانی دیں ، اس لئے کہ آپ حضرات کے وعظوں ، تقریروں ، خطبوں میں اس جماعت کی تائید کی وجہ سے عوام میں اعتماد پیدا ہوتا ہے ، اس وقت بہت سے مسلمان اس وجہ سے تحریک میں حصہ نہیں لے رہے ہیں کیونکہ ان کا کہنا ہے مساجد کے ائمہ اور دوسرے علماء کرام اس تحریک کو پسند نہیں کرتے ، اس لئے وہ تحریک میں حصہ نہ لینے کیلیئے بہانہ بناتے ہیں ، اس لئے خطباتِ جمعہ کی تقریروں میں اور نجی صحبتوں میں عوام کو ترغیب دینی چاہیئے تاکہ لوگ جوق در جوق اس کام میں شامل ہوں ، اور عوام جو پہلے ہی سے دینی کاموں میں شرکت کرنے سے گریز کرتے ہیں وہ علماء کی عدم شرکت کو مثال نہ بناسکیں ۔

تمام شعبوں کی طرح تبلیغ کی ضرورت : تیسری چیز مجھے علماء کرام سے یہ عرض کرنی

ہے کہ آپ حضرات اس کام میں وقت لگائیں اور قربانی دیں ، بیشک آپ جو کام کر رہے ہیں وہ نہایت ضروری ہے اور اس کے ضروری ہونے میں ہمیں کوئی شک نہیں ، چاہے مسجدوں کی امامت ہو یا مدارس کی درس و تدریس یا قرآن کی تفسیر ، ترجمہ و تصنیف ہو یا جلسوں میں وعظ و ارشاد سب کے سب دین کے شعبے ہیں ، لیکن آج اس بات کی ضرورت ہے کہ گھر گھر جا کر مسلمانوں کو اللہ کے دین کی طرف بلایا جائے ، ذاتی طور پر انکے اندر دین سے دلچسپی پیدا کرائی جائے ، دین کی فکر اور آخرت کی رغبت ان کے دلوں میں پیدا کرنے کیلئے ایک ایک فرد سے ملاقات کر کے ان کو تیار کیا جائے کہ وہ دین کیلئے قربانی دیں ، اس کام کیلئے تبلیغی جماعت سے بہتر کام کا اور کوئی طریقہ نہیں ، اس لئے آپ حضرات کو اس کام میں پورے طور پر حصہ لینا چاہئے ، مرکزی جمعیۃ العلماء کے اراکین کے علاوہ شاخ کے اراکین کو اس کام میں پوری تندہی سے حصہ لینا چاہئے .

دین سے بے رغبتی : یقین مانئے آج ہمارے ملک کو جس قدر عوامی طور پر دینی کام کرنے والوں کی ضرورت ہے برما کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی لاحق نہیں ہوئی ، آج ہمارے ملک میں جس پیمانہ پر دین سے فرار ، بغاوت ، اور ارتداد کے واقعات پیش آرہے ہیں وہ آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں مسلم نوجوانوں ، طالب علموں ، تاجروں ، سرکاری ملازموں ، کسانوں اور مزدوروں اور عام لوگوں میں جس طرح دین سے بے رغبتی پائی جارہی ہے اس پر ہم اور آپ کو صبر و خاموشی سے نہیں بیٹھنا چاہئے ، عوام کو دین سے قریب لانے کیلئے اس وقت ہمیں دن رات کام کرنے کی ضرورت ہے ، اور یہ تبلیغی جماعت کی تحریک ایسی تحریک ہے جس کی وجہ سے ہم ایک ایک فرد کی اصلاح کرسکتے ہیں اور دین کے قریب لاسکتے ہیں ، اس کی وجہ سے ایک عام دینی بیداری پیدا ہوسکتی ہے ، اسکی وجہ سے پوری دینداری پیدا ہوگی ، تاجروں اور دنیا داروں کے بچے دین سیکھیں گے ، دنیا میں منہمک اور کار و بار میں لگے ہوئے لوگ دینی مرکزوں کی طرف آئیں گے ، گھروں کے اندر عورتوں میں دین سے دلچسپی اور عمل کرنے کا ذوق پیدا ہوگا ، اخلاق اسلامی ہوجائیں گے ، چہرے مہرے ، وضع قطع ، اسلامی ہوجائیں گے ، چہروں پر داڑھیاں ، پیشانیوں پر سجدہ کے نشان ، زبان پر

ذکر اللہ کا تسلسل ، دلوں میں خدا کا یقین اور ایمان کی دولت پیدا ہوجائیگی ۔

طلباء کیلئے اس تحریک کی ضرورت : حضرات ! آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ بچے جو عربی مدارس میں تعلیم پاتے ہیں ان میں مغربی تہذیب اور مغربی لباس کا ذوق پیدا ہورہا ہے ، ایسے میں اگر ان کو بھی تبلیغی تحریک میں شامل کردیا جائے تو یہی بچے داعیانہ جذبے اور پورے اسلامی اخلاق کے ساتھ نمودار ہوں گے ، اس تحریک سے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے مغرب زدہ نوجوانوں میں اسلامی روح پیدا ہورہی ہے ، ان کے ظاہر و باطن کو بدل ڈالا ہے ، زندگی کا طرز بدل گیا ، ان کے سوچنے کا ڈھنگ بدل ڈالا ، یہاں تک کہ چند دنوں میں وہ بھی اس بھٹی میں رہنے کے بعد کندن بن کر نکلے ۔ (کندن : خالص سونا) (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۲۰۲ ۔ ۲۱۵)

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین سہارنپوریؒ

تبلیغ کی تائید : بہر حال تبلیغ کا کام بہت عمدہ کام ہے ، ہمارے ناظم صاحب [1] فرمایا کرتے ہیں : ” کہ میں نے اپنی زندگی میں بے شمار جماعتیں دیکھیں لیکن اس جیسی نفع کے اعتبار سے کسی جماعت کو نہیں دیکھا .... “

(علماء کو کام سیکھنے کی ضرورت) : ہمارے اکابر کا بھی یہی قول ہے : کہ اگر تبلیغ کا کام سیکھا اور سکھایا گیا تو وہ کامل ہوکر چلے گا ، اگر بغیر سیکھے ہی اسے سمجھنے کی کوشش کروگے ، تو باوجود عالم ہونے کے پھر بھی سمجھ نہیں سکوگے ۔

بہر حال ہمیں وسیع النظر ہونا چاہئے ، ہمیں اس کام کو ان کے پاس جاکر سیکھنا چاہئے ،

---

[1] یعنی حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ ، تذکرۃ الصدیق ۲ / ۲۹۳ میں الفاظ اس طرح ہیں : میں نے بہت سی جماعتیں دیکھیں مگر ایسی مخلص جماعت نہیں دیکھی ، ہمارے طلباء بھی جو اس میں لگتے ہیں وہ علم میں بھی اچھے ہوتے ہیں اور عمل میں بھی ۔

ہماری جمودگی کس قدر بڑھ چکی ہے کہ ہم کسی چیز کو سمجھنے کیلئے ہی تیار نہیں ہیں ، کیا جانشین کا یہی حال ہوتا ہے ؟ نائب اور وارث کا یہ حال ہوتا ہے ؟

اب اگر اس فائدہ اور تجربہ والے کام کے علاوہ کسی نئی جماعت کو بنا کر اس کا فائدہ تلاش کرے گا تو وہ عبث ہوگا .

بہر حال کام میں لگوگے اور جڑوگے تو کام کی حقیقت کھلے گی باقی کام اصل کے اعتبار سے بہت ہی فائدہ مند ہے ، اب خود سوچو کہ اگر کسی کو منطق کے ذریعہ سے صغری اور کبری ملا کر مٹھائی کی تعریف سمجھائی جائے تو کیا اس سے اسکو مٹھائی کی حقیقت معلوم ہوجائیگی ؟ بس اسی طرح یہ چیز بتلانے کی نہیں ہوتی ہے بلکہ خود بخود سمجھنے کی ہوتی ہے ، محنت سے خود بخود سمجھ میں آجائیگی ، اگر خود بخود محنت کروگے تو خود نور پیدا ہوگا جو دوسروں کو نہیں دیا جاسکتا ہے ، لیکن اس کا اثر خود محسوس کروگے . (کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟ ۲۲۵)

حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوریؒ

(طلبہ سے خطاب) : آپ لوگوں میں سے بعضوں کو یہ شبہ ہورہا ہوگا کہ ہم ایک ساتھ فراغت کے بعد سات چلہ لگادیں گے ، تو اس کے متعلق ہمیں خوب تجربہ ہوچکا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو اپنے پڑھنے کے زمانہ میں تھوڑا تھوڑا نکلتا رہا اور اپنا وقت لگاتا رہا وہ تو اپنے پڑھنے کے بعد بھی نکلتے رہے اور جنھوں نے اپنی فرصت کے اوقات میں اپنے وقت نہیں لگائے اور سوچتے رہے کہ ہم ایک ساتھ ہی فراغت کے بعد سات چلہ لگادیں گے ان کو تو ہم نے بھگت لیا ، آج تک ہمارے پاس نہیں آئے ، ہاں الا ماشاء اللہ اگر کوئی کسی وجہ سے آگیا ہوگا تو اس کا کوئی شمار نہیں ہے ، اسلئے ہم نے گجرات کے مدرسوں میں بھی یہ بات چلائی ہے کہ اپنے خالی اوقات میں سے وقت نکال کر جماعت میں نکلیں اور محنت کریں اور اب بحمد اللہ یہ کام وہاں چل پڑا ہے اور طلباء جماعت لے کر جاتے ہیں اور محنت کرتے ہیں اور اساتذہ بھی خصوصاً ان کے کام کی نگرانی کیا کرتے

ہیں ، ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ آپ بھی اپنے اندر اسی طرح کام کو چلائیں ، ہمیں آپکا پڑھائی ، تکرار اور مطالعہ کا وقت اس کام میں لگوانا نہیں ہے بلکہ صرف چھٹی اور فرصت کے اوقات کو لگوانا ہے مثلاً جمعہ کی چھٹی ہر ہفتہ میں رہتی ہے اس وقت کو کام میں لگانا ہے ، اس طرح اگر ہم نے اپنے اوقات کو ایک بڑے مقصد کے لئے خرچ کرلیا تو بڑی بڑی برکتیں حاصل ہوں گی .

ایک بات اور کہنی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سالانہ کی لمبی چھٹی ہوجائے تو آپ حضرات گھر جانے سے پہلے اس کام میں اپنے وقت ضرور لگاویں ، جہاں تک ہوسکے ضرور لگانے کی کوشش کریں خواہ پورا چلہ یا مہینہ یا بیس دن ، دس دن ہی سہی ، اس سے ان شاء اللہ بڑی برکت ہوگی ، اب یہ چھٹی تو کافی مہینے کے بعد آئے گی لیکن اس کے لئے ابھی سے ہی ارادہ کرلو خواہ ادھار ہی سہی البتہ نقدا نقد فی الحال بقرعید کی آنے والی تعطیلات میں پانچ چھ دن کے نکلنے کی ہمتیں کرلیں ، جہاں تک جانے کی ہمت ہو وہاں تک نکلنے کی کوشش کریں ، اگر ہمارے پاس کم خرچ ہے تو ہم یہاں سے ہی قریب میں جماعت بنا کر نکل جائیں اور اطراف میں جماعت بنا بنا کر پھریں ، اور خدا نے جنھیں زیادہ کی وسعت دی ہو وہ نظام الدین تشریف لاویں اور پھر وہاں کے مشورے پر اپنے چھٹی کے اوقات لگائیں .

اب جو نظام الدین آنے والے ہیں وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر کام کے سلسلہ میں آویں تو سیدھے مسجد ہی میں آویں اور وہیں اپنے وقت کو لگائیں اسلئے کہ ہم تو کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے ہیں اور نہ ہی ہم کو یہ معلوم ہوگا کہ کون آیا اور کون نہیں آیا ، اسلئے ایسا نہ ہو کہ شہر میں ادھر اُدھر پھریں ، کبھی تو لال قلعہ چلے گئے اور کبھی جامع مسجد میں اور کبھی ہمایوں کا مقبرہ دیکھنے کیلئے چل دیئے ، بلکہ آپ مسجد کے کاموں میں اپنا پورا وقت لگائیں ، وہاں کے بیان کے علاوہ تعلیم وغیرہ میں اور اپنی ضروریات کے پورا کرنے میں ، اپنا وقت بیکار خرچ نہ ہو اس کا پورا لحاظ رکھیں .

(کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟ ۲۳۰)

مکاتیب

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تبلیغی جماعت اور حضرت تھانویؒ : بعد سلام مسنون عنایت نامہ پہنچا، حضرت تھانویؒ کے متعلق مخالفت میرے علم میں نہیں بلکہ میرے علم میں یہ ہے کہ حضرت قدس سرہ متعدد مرتبہ نظام الدین تشریف لے گئے بلکہ میوات بھی تشریف لے گئے اور چچا جان یعنی مولانا محمد الیاسؒ بھی کثرت سے تھانہ بھون حاضر ہوتے تھے، تھانہ بھون کی حاضری میں یہ ناکارہ بھی اکثر ساتھ ہوتا تھا اور چچا جان ہر حاضری پر اپنی مساعی کا تذکرہ کرتے تھے اس پر حضرت اظہار مسرت بھی فرماتے تھے اور دعائیں بھی دیتے تھے۔

یہ تو اس ناکارہ کا مشاہدہ ہے، البتہ یہ تو میں بھی سن رہا ہوں کہ حضرت اقدس قدس سرہ کے بعض خلفاء اور خواص اس کو پسند نہیں فرماتے۔

اس کام سے دوری کا سبب : اسکے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ ان حضرات کو قریب سے دیکھنے کی نوبت نہیں آئی، روایات پر رائے قائم فرماتے ہیں، نیز چونکہ اس کی کوئی منظم جماعت نہیں بلکہ خود آپ نے بھی دیکھا ہوگا ان حضرات کی کوشش رہتی ہے کہ ہر جگہ سے آدمی نکلیں، نئے آدمی اصول سے واقف نہیں ہوتے ان سے بے اصولیاں بھی ہوتی ہیں، اس ناکارہ کو شروع

ہی سے بہت قریب سے دیکھنے کی نوبت آئی ہے اب ان جماعتوں کے کارنامے بہت کثرت سے دیکھنے اور سننے کے مواقع پیش آتے ہیں ۔

" میرے نزدیک یہ تحریک موجودہ حالت کے لحاظ سے نہایت ہی مفید اور بے انتہاء ثمرات کا موجب ہے ، ہزاروں نہیں لاکھوں بے نمازی ، بے دین دیندار بن گئے ، جو لوگ علماء اور مدارس کے بہت مخالف تھے وہ سینکڑوں کی مقدار میں اہلِ علم سے متعلق اور مدارس کے معین بن گئے ، نہ صرف ہندوستان پاکستان بلکہ عرب ممالک اور دوسرے یورپ کے بہت سے شہروں میں ہزاروں آدمی دین کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں ، جن ممالک میں مساجد ویران پڑی تھیں ان میں باقاعدہ نماز بلکہ تراویح کا اہتمام ہوگیا ۔

صحیح اندازہ : کوتاہیوں سے انکار نہیں ، لیکن کوتاہیوں سے کونسا ادارہ یا مجمع خالی ہے ، نفع و نقصان کی مجموعی حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ۔

حضرت تھانویؒ کے خلفاء اور تبلیغی جماعت : ہمارے مدرسہ کے ناظم الحاج مولانا اسعد اللہ صاحب مدظلہ مولانا تھانوی قدس سرہ کے خلفاء میں ہیں وہ تو بیعت کے وقت بھی مرید کو اس کی تاکید فرماتے ہیں ۔

اسی طرح دوسرے بہت سے مشائخ بھی اپنے مریدین کو اس کی تاکید کرتے ہیں ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب پاکستانی بھی حضرت تھانوی قدس سرہ کے خلفاء میں سے ہیں ، اس مرتبہ سفرِ حج سے واپسی پر خود اس ناکارہ کی موجودگی میں انھوں نے مولانا محمد یوسف صاحب کو اپنے مدرسہ میں بلا کر اس کی تاکید اور تحریک پر تقریر کروائی ، ابھی مولانا عبید اللہ صاحب بھی مدینہ منورہ سے پاکستان کے راستہ سے واپس آئے انھوں نے بھی بتایا کہ مفتی صاحب نے بہت اصرار سے اپنے مدرسہ کے لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ فرمایا اور خود انھوں نے بھی ان کی تقریر کے بعد زور دار تائید فرمائی ۔

اس سب کے باوجود آپ کے متعلق میرا مشورہ یہ ہے کہ اگر آپ کو شیخ اس کی اجازت نہ دیں تو آپ کو ان کے منشاء کے خلاف شرکت نہیں کرنی چاہئے ، البتہ اگر آپ کو شیخ خوشی سے اجازت دیں تو ضرور شرکت فرمائیں ۔

خواب میں حضور اکرم ﷺ کی تائید : ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر آپ شیخ کی رضا کے تحت شرکت نہ فرماویں تو مخالفت نہ فرماویں ، اسلئے کہ میری رائے یہ ہے کہ عنایت الٰہی اس تحریک کی طرف متوجہ ہے جو مبشرات نبی کریم ﷺ طرف سے اس جماعت کے متعلق تواتر (کثرت) سے نقل کئے جارہے ہیں اور حضور ﷺ کی طرف سے لوگوں کو اس میں شرکت کے واسطے ترغیبات و تاکیدات خوابوں میں کثرت سے کی جارہی ہے جن کے متعلق نبی کریم ﷺ کے پاک ارشاد : **أرى رؤياكم قد تواطأت في السبع الأواخر** الحدیث جس کو شیخین نے تخریج کیا ہے کی روشنی میں کثرت سے حضور ﷺ کا خوابوں میں حمایت کرنا جو اتنی کثرت سے سننے میں آرہی ہے کہ اس کا احصاء دشوار ہے ۔

ان کے علاوہ اور بہت سے امور ایسے ہیں کہ جن کی بناء پر یہ ناکارہ مخالفت کو خطرناک سمجھ رہا ہے ، عدم شرکت دوسری چیز ہے ، کوئی شخص اپنے اعذار کی وجہ سے یا اپنے شرح صدر نہ ہونے کی وجہ سے شرکت نہ کرے اس میں بندہ کے نزدیک کوئی خطرہ نہیں لیکن مخالفت دوسری چیز ہے یہ اس ناکارہ کا ناقص خیال ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

البتہ کوئی منکر صریح دیکھی جائے تو اس پر نکیر دوسری چیز ہے ....

(حضرت مولانا) زکریا مظاہر العلوم سہارنپور

بقلم محمد اسمٰعیل سورتی ۱۳/ رجب ۱۳۸۲ھ

(کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۲۷۱۔ ۲۷۵)

چند اعتراضات اور ان کے جوابات

(خط)

۱۸ راگست ۷۰ء مکرمی ومحترمی جناب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ بعد سلام مسنون مؤدبانہ گزارش ہے کہ ہماری بستی میں اللہ کے فضل وکرم سے تبلیغ کی نقل وحرکت جاری ہے ، دعاء فرمائیں دین کی فکر اور نوجوانوں میں تھوڑی بیداری پیدا ہوئی ہے ، لیکن بعض مشکلات اور رکاوٹیں اس ہماری ٹوٹی ہوئی نقل و حرکت میں آڑے آرہی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں :

۱ ۔ ہماری بستی میں تبلیغی جماعتیں آتی ہیں اور اپنے اصول کے تحت سنت و نوافل کے بعد دین کی باتیں ، یا کتابی تعلیم وغیرہ کے لئے لوگوں سے ٹھہرنے کی گزارش کرتے ہیں ، ایسا کہتے ہیں کہ ایسا اعلان کرنا بدعت ہے ۔

۲ ۔ ہماری بستی کے پیش امام صاحب کا کہنا ہے کہ تبلیغ کا کام تو عالموں کا ہے پھر اس میں ہر کس و ناکس کیسے جڑیں ؟ پھر ہم اپنی اصلاح کے لئے کیسے نکلیں ؟ ہمارے پیش امام خود تو نکلتے نہیں جب کہ خود سند یافتہ عالم ہیں ۔

۴ ۔ ہماری بستی کے پیش امام صاحب کا کہنا ہے کہ تین چلے جماعت میں نکلنا قرآن و شریعت سے ثابت نہیں ہے (جو سند یافتہ عالم ہیں) ۔

۵ ۔ ہماری بستی کے قریب ایک چھوٹے سے قریہ کے پیش امام صاحب نے تبلیغی جماعت سے سوال کیا کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کون ہیں ؟ ان کا کیا عقیدہ ہے ؟ جماعت والوں نے لاعلمی ظاہر کی ، تو پیش امام کہتے ہیں کہ جماعت والو تم جانتے ہو پھر بھی چھپاتے ہو ؟ آئندہ خلاصہ کر کے آنا ورنہ سامان مسجد کے باہر پھینکدیا جائیگا ۔

۶۔ یہاں کے سند یافتہ عالم ہم سے پوچھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت فضائل پر کیوں چلائی جاتی ہے؟ مسائل پر کیوں نہیں؟ وغیرہ وغیرہ.

الجواب: عنایت فرمایم سلمہ بعد سلام مسنون عنایت نامہ پہنچا، یہ ناکارہ اپنے امراض کی کثرت کی وجہ سے طویل خط وکتابت سے معذور ہے، تفاصیل پوچھنی ہو تو مرکز کی طرف رجوع کریں.

بندہ کے خیال میں موجودہ زمانہ میں تبلیغ نہایت ضروری چیز ہے، بندہ کے خیال میں آدمی کو حتی الوسع اس میں ضرور شرکت کرنا چاہئے.

۱۔ معلوم نہیں مدارس کا بنانا، وعظ کیلئے لوگوں کو روکنا بھی بدعت ہے یا نہیں؟ امامت پر تنخواہ لینا بھی جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر آپ کے امام صاحب نہیں نکلتے تو کچھ مضائقہ نہیں تم دوستوں کو اپنی وسعت کے مطابق نکلنا چاہئے، امام صاحب کا یہ کہنا کہ تبلیغ کا کام تو عالموں کا ہے غلط ہے، تبلیغ اور چیز ہے اور تذکیر اور چیز ہے وعظ کہنا علماء کا کام ہے، تعجب ہے آپ کے امام صاحب سند یافتہ عالم ہوکر ایسی باتیں فرما رہے ہیں، حدیث کی کتاب پڑھنے والا ایسی بات نہیں کہہ سکتا، وفد عبد القیس وغیرہ کی سینکڑوں حدیثیں ایسی ہیں جس میں پیام دیکر لوگوں کے پاس بھیجا ہے، تبلیغ والے بھی چھ اصول لوگوں کے پاس پہنچانے کیلئے بھیجے جاتے ہیں.

۴۔ قرآن وشریعت سے تین چلوں کا نکلنا بھی ثابت نہیں، اور بڑے بڑے مدارس کا بنوانا بھی ثابت نہیں، میرا خیال یہ ہے کہ مولانا صاحب پہلے ان بڑے بڑے مدارس توڑوادیں اور مساجد میں گھڑیوں اور گھنٹوں کا لٹکانا اور ٹن ٹن کی نماز پڑھنا یہ بھی بدعت ہے، آپ اپنے سند یافتہ مولانا صاحب سے نہ تو مناظرہ کریں اور نہ ان کی شان میں گستاخی کریں، نہ ان کو برا کہیں، تبلیغ کا کام ضرور کریں.

۵۔ تبلیغ والوں کا یہ کہنا کہ وہ عبد الوهاب نجدی کو نہیں جانتے ہیں بالکل صحیح ہے ان بے چاروں کو دنیا بھر کی کیا خبر؟ یہ چیزیں عوام کو نہیں معلوم ہوا کرتیں، ان کو یہ بھی نہیں معلوم ہوا کرتا کہ امام

ذہبی کون ہیں ، حافظ ابن حجر کون ہیں ، یہ سوالات عوام سے کرنے کے نہیں علماء سے کرنے کے ہیں .... فقط و السلام

(حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ)

بقلم محمد اسماعیل سورتی ۳ رشعبان المعظم ۱۳۹۰ھ

(کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟ ۲۹۱)

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایسے استفسارات پہلے یہاں آئے ہیں ، ان کا جواب دیا گیا ہے ، اب آپ نے بھی کیا ، آپ جیسے حضرات سے یہ امر تعجب خیز ہے ، یہ تبلیغ آج سے نہیں ایک زمانہ دراز اس پر گزر چکا ہے اور اب یہ عروج (ترقی) پر ہے .

جب علماء اس میں شریک ہیں تو انھوں نے اس کی ضرورت کو اور اس کی شرعی حیثیت کو مدنظر رکھ کر اس کام کو عمل میں لایا ہوگا ، اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح و لائح ہے ، اس کے بعد اب سوال کی اور پھر ہم جیسے لوگوں سے کیا حاجت باقی رہ جاتی ہے ، کام مقصود ہے اور اسکو شرعی طریقہ سے کرنا ہے اور علماء دونوں کو جانتے ہیں ، پھر ان کی تقلید کو جو ضروری سمجھ رہا ہے اس پر ان کی تقلید ضروری ہے ، جو کام کرتا ہے اس کی اہمیت کو وہ عمل سے پہلے اور شرعی نقطۂ نظر سے اس کو سمجھ لیتا ہے ، بس یہ دونوں پہلو پیشِ نظر رہیں پھر اب سوال کی حاجت نہیں ، سوال عمل سے پہلے پیدا ہوتا ہے اب سوال سے کیا فائدہ ؟ اب تبلیغ اپنے عروج پر ہے ، وہ روز بڑھتی ہی رہے گی ، جو اس کے موافق ہو خلوص سے اس کو عمل میں لائے ، سوال سے تردد کا پتا چلتا ہے کہ ابھی عمل کے جواز ہی میں تردد ہے یا سب کو اس میں شریک کرنا چاہتا ہے بہت سے کام ہیں اور ضروری ہیں ، سکو کرنا ہے ایک جماعت اس کیلئے ہونا بھی ضروری ہے اور بس ، اور حدود شرع کا پاس لحاظ ہر جماعت کے لئے ضروری ہے. والسلام (حضرت مولانا) وصی اللہ عفی عنہ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۲۷۶)

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ وسابق ناظم مظاہر علوم سہار نپور

محترمی ومکرمی مولانا صاحب وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کئی روز ہوئے آپ کے جوابی نامہ نے عزت بخشی، حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی تبلیغی تحریک اور حضرت تھانویؒ کے اختلاف کے متعلق میں نے آپ کے استفسار پر کافی غور کیا اور اس سلسلہ میں اپنی معلومات کو ذہن میں یک جا کرتا رہا، پھر میں نے آپ کے گرامی نامے کا جواب لکھنے کے لئے محمد اللہ سے کہا:

۱۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے حضرت نے کسی کو میرے سامنے تبلیغ سے نہیں روکا اور نہ منع کیا۔

۲۔ چند ہی دنوں کی بات ہے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنے یہاں مولانا عبید اللہ صاحب سرگرم کارکن تبلیغ سے تبلیغی تقریر کرائی، اور حضرت مفتی صاحب موصوف اپنے یہاں کام کرتے رہتے ہیں، علاوہ ازیں حضرت تھانویؒ کے بہت سے متوسلین اور معتقدین تبلیغ میں عملی حصہ لیتے رہتے ہیں۔

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تبلیغ میں اپنی شرکت کو سعادت سمجھتا ہوں، میرے عوارض مجھے اجازت نہیں دیتے کہ میں عملی شرکت کروں، پھر بھی گاہے گاہے تبلیغی اجتماعات میں شرکت کرتا رہتا ہوں، اور اب سے چار پانچ سال قبل سہار نپور کی جامع مسجد میں جمعرات کے ہفتہ واری اجتماع میں پابندی سے شریک ہوتا تھا، نیز میں اپنے تمام احباب ظاہر و باطن کو ادھر متوجہ کرتا رہتا ہوں اور جو لوگ مجھ سے بیعت ہوتے ہیں انھیں تو میں بتاکید تبلیغ میں شرکت کے لئے کہتا رہتا ہوں۔

ادھر یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے حضرت کے یہاں برابر تبلیغ کا کام ہوتا رہتا ہے ممکن ہے کہ حضرت نے کسی مبلغ کے متعلق کچھ فرمایا ہو، نفسِ تبلیغ پر حضرتؒ نے میرے علم کے مطابق کبھی نکیر نہیں فرمائی اور جب آپ خود تحریر فرمارہے ہیں " دوسری طرف جو احقر نے اس دعوت و تبلیغ کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کا واحد ذریعہ یہی تبلیغ ہے"

اب مزید استفسار کی کیا گنجائش رہی ؟

تبلیغ کی ضرورت : واقعہ یہ ہے کہ موجودہ آزمائشی حالات نے تبلیغ کی ضرورت کو ہمیشہ سے زائد ثابت کردیا، نیز اس کا نفع ظاہر و باہر ہے، اللہ کے حکموں سے رسولوں نے تبلیغ کی ان کے بعد برابر ان کے صحابہ، تابعین، تبع تابعین، علماء اور اولیاء و صوفیاء ہمیشہ تبلیغ کرتے رہے، مجھے امید ہے بلکہ یقین ہے کہ اب آپ کو اطمینان ہوجائے گا اور کوئی خلش باقی نہ رہے گی، تبلیغ نے تمام دنیا کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کردی، ایسی صورت میں اس کا تعاون ضروری ہے .

مدرسہ مظاہر علوم اور تبلیغی جماعت : مجھے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی (رحمۃ اللہ علیہ) سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت پھول پوری قدس سرہ تبلیغ کے بڑے زبردست حامی تھے، حضرت شیخ الحدیثؒ تو انتہائی شد و مد کے ساتھ تبلیغ کے حامی تو تھے ہی، نیز دورہ کے اساتذہ حضرت مولانا امیر احمد صاحب، مفتی مظفر حسین صاحب اور دوسرے مدرسین عملاً شرکت کرتے رہتے ہیں .

علاوہ ازیں یہ ایک حقیقت ہے کہ در اصل تبلیغ کا سرچشمہ اور منبع مظاہر علوم بذات خود ہے، اس تحریک کے مؤسس، مؤید اور سرپرست سب ہی مظاہر علوم کے سرپرست رہے، حضرت شیخ ہر ماہ کافی روپیہ مبلغین کی دعوت وطعام وغیرہ میں خرچ فرماتے ہیں . فقط

(حضرت مولانا) محمد اسعد اللہ صاحب بقلم محمد اللہ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۲۸۰ ـ ۲۸۲)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ

حضرت مولانا عبد الباریؒ فرماتے ہیں : احقر بستی نظام الدین حضرت موصوف (مولانا محمد الیاس صاحبؒ) کی خدمت میں حاضر ہوا، غالباً دوسرے ہی دن قصبہ نوح میں اس تبلیغی سلسلہ کا بڑا سالانہ اجتماع تھا جس میں باصرار ساتھ چلنے کا حکم ہوا، دو تین دن مسلسل حضرت کی معیت اور تبلیغی خدمات کے معائنہ و مشاہدہ کی سعادت حاصل رہی .

دہلی سے سیدھے تھانہ بھون حاضری تھی جب رخصت ہونے لگا تو مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت مولانا تھانویؒ کی خدمت میں سلام عرض کرنا ، یہاں کے کام کا ذکر کرنا اور جو کچھ فرمائیں مجھ کو ضرور لکھنا .

چنانچہ سلام رسانی کے بعد راقم احقر نے بستی نظام الدین کی بنگلہ والی مسجد سے لے کر قصبہ نوح تک کے جو اثرات تھے مختصر عرض کئے ، حضرت (مولانا تھانویؒ) نے فرمایا : اصل کام تو یہی ہے .

(کیا تبلیغی کام ضروری ہے ؟ ۲۸۳)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ

اخوان دینی ! وفقنا اللہ و ایاکم لما یحب و یرضی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اللہ تعالی نے دین کی جد و جہد کے ساتھ ہمارا آپ کا کچھ تعلق فرمادیا ہے اور جو اپنے علم و یقین کے مطابق اس زمانہ میں خود اپنی اصلاح و ترقی کا اور اللہ کے دوسرے بندوں میں رسول اللہ ﷺ والی زندگی کے عام ہونے کا بہترین ذریعہ ہے یہ کام تو بظاہر بڑا آسان اور سیدھا سادا معلوم ہوتا ہے اور جو لوگ صرف دور سے اس کو جانتے ہیں وہ تو شاید یہی سمجھتے ہوں گے کہ دین سے جاہل اور نا واقف عام مسلمانوں کو بس کلمہ و نماز وغیرہ سے واقف کرنے اور پابند بنانے کی یہ تحریک ہے ، حالانکہ اس سلسلہ کے پہلے خطوط میں جیسا کہ واضح کیا جاچکا ہے در اصل یہ مسلمانوں کے تمام طبقوں میں حقیقی ایمانی روح اور اصلی اسلامی زندگی پھر سے پیدا کرنے اور برپا کرنے کی جد و جہد ہے اور چونکہ خود یہ کام اور اس کا طریقِ کار آج کل کے دوسرے تمام اجتماعی کاموں سے اور ان کے طریقوں سے اپنی روح اور قالب اور اپنے ظاہر و باطن کے لحاظ سے مختلف ہے اسلئے اس کا بڑا خطرہ رہتا ہے کہ خود کام کرنے والے غلطیوں اور غلط فہمیوں میں مبتلا نہ ہوجائیں ، اسلئے یہ ضروری ہے کہ اللہ کے جن بندوں نے اس کام کی فطرت اور اسکے مزاج کو اور زمانۂ حاضرہ کے دوسرے

اجتماعی کاموں کے مقابلہ میں اس کے ظاہری و معنوی امتیاز کو سمجھ لیا ہے اور جو اللہ کی توفیق سے اس میں برابر لگے ہوئے ہیں، ہر جگہ کے کم از کم خاص کارکن کا کبھی کبھی ان کے ساتھ رہنا اپنے لئے ضروری سمجھیں اگرچہ اس کام کے اصول اور طریقۂ کار کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور دعوت اصلاح و تبلیغ وغیرہ مستقل رسالوں اور مقالوں کے علاوہ اس سلسلہ میں جو خطوط آپ حضرات کو ابتک لکھے جا چکے ہیں ان میں بھی بہت کچھ ضروری باتیں آگئی ہیں لیکن پھر بھی یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ جس طرح زندگی کی ساری حقیقتیں مثلاً احساسات اور جذبات الفاظ میں نہیں آسکتے اسی طرح اس دینی دعوت اور ایمانی جد و جہد کے بہت سے اہم پہلو ایسے ہیں جو تحریر میں نہیں سمیٹے جاسکتے .

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سلسلہ کی ساری تحریریں بیکار اور فضول و لایعنی ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان تحریروں میں اس دینی دعوت کے متعلق سب کچھ آگیا اور اسکے آگے بس کچھ نہیں ہے .

دعوت کے اصول و مقاصداور طریقِ کار و پروگرام کے متعلق جو کچھ ان تحریروں میں لکھا گیا بلا شبہہ اس سے دعوت کے بہت سے ضروری پہلو معلوم ہوجاتے ہیں اور بڑی حد تک ذہن صاف ہوجاتا ہے اور بہت غلطیوں اور غلط فہمیوں سے ہمارے رفقاء کو یہ تحریریں ان شاء اللہ بچا سکتی ہیں اور اس لئے ان کا بار بار مطالعہ آپ حضرات کے لئے ضروری سمجھتے ہیں .

لیکن پھر بھی جیسا کہ عرض کیا گیا دعوت کے بعض اہم پہلو ایسے ہیں جن سے واقفیت کے لئے یہ تحریریں کافی نہیں ہوسکتیں اسلئے ہمارے نزدیک یہ بہر حال ضروری ہے اور ناگزیر ہے کہ ہر جگہ کے کم از کم خاص صلاحیتیں رکھنے والے رفقاء کچھ اوقات کام کے سلسلہ میں خصوصی اور قدیمی کارکنوں کے ساتھ بھی صرف کریں .

واقعہ یہ ہے کہ یہ دینی دعوت عہد حاضر کی ان ساری تحریکوں کی قسم کی کوئی تحریک نہیں ہے جن سے پوری واقفیت کیلئے ان کے لٹریچر کا مطالعہ کافی ہو جاتا ہے اور بس لٹریچر ہی ان کا سارا سرمایہ ہوتا ہے بلکہ یہ دینی جد جہد اپنی زندگیوں کو ظاہراً و باطنا رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی زندگی کے مطابق بنانے اور رضائے الٰہی اور اخروی نیت سے دوسروں میں بھی اس زندگی کو پیدا کرنے اور

پھیلانے کی ایک عملی کوشش ہے جس کا کچھ حصہ زبان سے تعلق رکھتا ہے، کچھ جوارح سے، یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہری اعضاء سے اور کچھ قلب سے، اسلئے اس کے بعض پہلوؤں کو بہت اہمیت حاصل ہے بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ وہی گویا اس دعوت کیلئے بمنزلہ روح اور قلب کے ہیں۔

اللہ تعالی دینی حقیقتوں سے آشنائی ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین والسلام

ماہ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ ماہنامہ الفرقان از مرکز لکھنؤ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۳۷۶ ـ ۳۷۹)

تبلیغی کام کے متعلق بعض توضیحات

سیدنا حضرت حسنؓ نے اپنے چھوٹے بھائی سیدنا حسینؓ کو چند اصولی وصیتیں کی تھیں شاید آپکی نظر سے گزرا ہو، ان میں ایک وصیت یہ بھی تھی کہ ہم کو اب دین کی خدمت سیاست وحکومت کے راستہ کے بجائے دعوت کے راستہ سے کرنا چاہئے۔ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے ۳۸۸ و ۵۸۰)

میرے نزدیک تو یہ بات از روئے دین بالکل بدیہی سی ہے کہ اصلی چیز ایمان اور عبدیت والی زندگی اور اس کیلئے جد وجہد ہے، اور دین میں کسی حکومت کے خلاف جہاد کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ ایمان اور عبدیت کیلئے کام کا راستہ آسان ہوجائے اور دشمن دین اور بے دین حکمرانوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی مشکلات اور رکاوٹیں دور ہوجائیں۔ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۳۸۸)

حضرت مولانا منظور احمد صاحب مظاہریؒ

شبہات دور کرنے کا طریقہ: تبلیغی کام کی ضرورت اور افادیت کا سمجھنا اس شخص کیلئے بہت آسان ہے جو امت کے عمومی بگاڑ سے واقف ہو اور اس کا احساس بھی رکھتا ہو، تبلیغی جماعت کے مقصد سے باخبر ہو، بانی جماعت کے حالات زندگی اور ان کے علم و زہد کا مشاہدہ کیا ہو، یا ان کے بارے میں اس دور کے اہل علم اور اہل دل کی شہادت حق کا کتابوں میں مطالعہ کیا ہو، اسی طرح جن

لوگوں نے اس کام کو بانی جماعت سے عملی طور پر سیکھا اور اس کیلئے انھوں نے اپنے کو وقف کردیا ہو انکی خدمت میں کچھ عرصہ رہ کر اور اس کام کو قریب سے دیکھ کر اسکے طریق کار اور مقصد کے بارے میں کوئی صحیح رائے قائم کی جاسکتی ہے، ورنہ کسی اچھے ماحول میں رہ کر امت کے عام بگاڑ سے آنکھیں بند کرکے یا جماعت میں نئے لگے ہوئے افراد کی بعض کوتاہیوں کو دیکھ کر یا چلتے ہوئے کسی تبلیغی اجتماع میں شریک ہوکر تبلیغی جماعت کے بارے میں اگر کوئی فیصلہ کرنے بیٹھ جائے تو بجز اس کے کہ وہ بدگمانیوں کا شکار ہو اور جہل مرکب میں مبتلا ہو اسے اور کچھ بھی حاصل نہ ہوگا.

(کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ ۳۹۸)

متفرقات

حضرت تھانویؒ : ایک موقعہ پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا : '' دلائل کی ضرورت نہیں ، دلائل تو کسی چیز کے ثبوت اور صداقت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں ، میرا تو اطمینان عمل سے ہو چکا ہے اب کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ، آپنے تو ما شاء اللہ یاس کو آس سے بدل دیا '' ... (ایضا ۵۷۰)

مولانا شاہ عطاء اللہ بخاریؒ : سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ ایک بار نظام الدین آئے اور یہاں کا منظر دیکھا اس کے بعد انھوں نے اپنی ایک تقریر میں کہا : '' میں یہ سمجھتا تھا کہ نظام الدین اولیاء ختم ہوگئے مگر میں نے بستی نظام الدین میں آکر دیکھا کہ نظام الدین اولیاء تو ابھی تک زندہ ہیں وہاں جاکر میں دوبارہ مسلمان ہوا جسکو مسلمان بننا ہے وہاں جائے ''. (ایضا ۴۹۵)

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ : ایک مدرسہ میں ختم بخاری کے موقعہ پر فرمایا : بھائیو! آپنے بخاری ختم کی ، علم حاصل ہوا ، اب اسی علم پر تین مقصدوں کیلئے عمل ضروری ہے ۱۔ اس علم کے مطابق اپنے اندر یقین ۲۔ اس علم کے مطابق عمل ۳۔ اور اس یقین وعمل کو عالم میں پھیلانا '' (ایضا ۵۹۰)

میں امت سے صرف بدر کی تعداد چاہتا ہوں : حضرت مولانا غلام رسول صاحب مکی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت جی مولانا محمد یوسفؒ نے فرمایا : میں اس امت سے صرف بدر کی تعداد چاہتا ہوں ، اگر تین سو تیرہ کی تعداد اصحابِ بدر کی طرح میرے ساتھ ہوجائیں تو پھر خدا سے میں دنیا میں دین کے فیصلے کرالوں ، صرف تین سو تیرہ کی تعداد چاہئے ، جس طرح کہ بدر میں تین سو تیرہ اصحاب تھے ، اسکے بعد مولانا نے حضرت جی سے پوچھا کہ کیا ابھی ۳۱۳ کی تعداد پوری نہیں ہوئی ؟

حالانکہ آج لاکھوں کی تعداد میں روزانہ آدمی جماعت میں نقل وحرکت کر رہے ہیں ، اس پر حضرت جیؒ نے جواب دیا کہ مولوی صاحب ! ابھی تو چالیس کی تعداد بھی پوری نہیں ہوئی ۳۱۳ تو بہت دور کی بات ہے ، مولانا نے پوچھا کہ یہ تعداد کب پوری ہوگی ؟ حضرت جیؒ نے جواب دیا کہ جب تک امت کے افراد کا یقین اپنی جیب سے ہٹ کر خالق کے خزانوں کی طرف نہیں آئے گا تب تک اس تعداد کا پورا ہونا ممکن نہیں ، آج تو جب بھی دین پر محنت کرنے کیلئے آواز لگتی ہے تو سب سے پہلے جیب پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد انسان آگے قدم بڑھاتا ہے . (ایضا ۶۰۴)

غیر مسلموں میں دعوت : حضرت جی مولانا محمد یوسفؒ نے فرمایا : دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ دعوت غیر مسلموں کے لئے ہے اور ان میں دعوت کی کوئی صورت نہیں ، حالانکہ جس طرح غیروں کو اسلام کی دعوت دی جاتی ہے اسی طرح مسلمانوں کو ایمان وعمل پر ڈالنے کیلئے دیجاتی ہے ، جیسے حضرت موسی علیہ السلام فرعون کو دعوت دیتے تھے اسلام میں داخل ہونے کی ، اور بنی اسرائیل کو دعوت دیتے تھے ایمان ، نماز ، توکل ، مصائب سے چھٹکارا پانے کی ، دارین کی کامیابی حاصل کرنے کیلئے .

اب دعوت کا جو اپنا خاصہ ہے یقین کے قوی کرنے کا وہ جس طرح غیر مسلموں میں دعوت کی محنت سے حاصل ہوگا اسی طرح مسلمانوں کے اندر اس محنت سے یہ دولت حاصل ہوگی .

رہا غیر مسلموں میں دعوت دینے کا مسئلہ تو جب تک غیر مسلموں کے ملک و مال اور اسباب مادیہ جسکی ان کے پاس بہتات ہے ہمارے دلوں میں سے نہ نکل جائے اور ان کے بغیر اعمال محمد ﷺ سے کامیابیوں کا یقین دلوں میں نہ گڑ جائے اور باوجود ان کے مال منال کی افراط کے قابلِ رحم اور محتاج وفقیر ہونے کا یقین ہمارے دلوں میں نہ آجائے اور ان کے نقشوں سے استغناء کی صورت پیدا نہ ہوگی اور اگر ہوگی تو یقین و اخلاص نہ ہونے کی بناء پر مؤید من اللہ نہ ہوگی ، اس وقت تک انہیں تبلیغ ممکن نہیں . (ایضا ۶۰۶)

ایک بہت بڑی ضرورت : ایک بڑے اجتماع میں ہم نے جہاں عمومی ؛ خصوصی بیان ، جماعت کی مصروفیت اور جماعت کے دور جانے کا نظام وغیرہ تفصیل سے دیکھا وہاں ہم نے جس عجیب چیز کو دیکھا وہ یہ ہے کہ ہند اور بیرون ہند جانے والی جماعتیں قریب ڈیڑھ سو کی تعداد میں ہیں ، لیکن اکثر جماعتوں میں امیر تلاش اور جستجو کے بعد بھی حاصل نہیں ہو رہے ہیں ، جسے بھی ذرا تعلیم کرنا آتا اسے امیر بنا دیا جاتا یہاں تک کہ کام کرنے والے ایک صاحب نے جماعت میں نکلنے والوں میں اس بات کی تشکیل کی کہ جن لوگوں میں تھوڑی بہت صلاحیت ہو وہ کام کرنے کیلئے اور امیر بننے کیلئے اپنے آپکو پیش کرے اور اب تو یہ بات بہت پیش آتی ہے .

یاد رہے کہ یہ اجتماع کسی غیر وقت میں نہیں تھا بلکہ شعبان کا وہ وقت تھا جس میں ہر صوبہ سے عربی مدارس کے ہزاروں طلبہ فارغ رہتے ہیں ، اگر ابتدائی درجۂ عربی کے طلبہ بھی اپنے مدرسہ کے نگراں کی نگرانی میں ہفتہ واری چھٹیوں میں نکل کر محنت کرلیا کریں اور شعبان و رمضان والی چھٹیوں میں کہ جس میں اپنے رشتہ داروں کے پاس ملنے کیلئے جاتے ہیں ان ایام میں امت کے حالات پر رحم کھاتے ہوئے چھٹیوں میں وقت نکال کر جماعت میں اپنا وقت لگا لیا کریں ،تو بہت سی جماعتوں کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے ، آج لوگوں کو علماء سے جو سب سے بڑی بدظنی ہے وہ اس بات کی ہے کہ ہم کو اپنی ضرورت پر کوئی آدمی نہیں ملتا ، اللہ تعالی نے انہیں سمجھ عطا فرمائی اور پھر یہ حضرات خرچ کر کے جماعت میں نکلے ، لیکن حال یہ ہے کہ انہیں امیر نہیں ملتا ، بہت سے طلباء و علماء اپنے اپنے مقام پر ویسے ہی پڑے رہتے ہیں ، لیکن ان کی رہبری کرنے والا کوئی نہیں ہے ، اگر ہمارے عزیز طلبہ اس کا خیال رکھیں تو وہ بہت بڑی ضرورت کے پورا کرنے والے ہوں گے ،عوام بڑی بدظنی سے محفوظ رہے گی ، حق تعالی عمل کی توفیق عطا فرمائے . آمین (ایضا ٦١٨)

مکتوب گرامی

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ و ناظم مظاہر علوم سہارنپور

عزیز محترم مولانا بشیر صاحب سلمہ اللہ تعالی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ نے حضرت شیخ کی خدمت میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ طلبہ کی تبلیغی مساعی پر کچھ شبہات تحریر فرمائے ہیں، میں اس سلسلہ میں کچھ ضروری باتیں تحریر کرتا ہوں، غور سے پڑھ کر اپنے تاثرات سے آگاہ فرمائیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ میں ۱۹۳۴ء میں اپنے شیخ اور ناظم صاحب کو دکھ چکا ہوں کہ طالب علمی کے زمانہ میں نہ بیعت کرتے تھے نہ دوسری طرف متوجہ ہونے دیتے تھے، غالباً آپ کی مراد شیخ سے حضرت تھانویؒ ہیں اور ممکن ہے ہمارے موجودہ شیخ الحدیث مراد ہوں، بہر حال جو آپنے لکھا ہے وہ حرف بہ حرف صحیح ہے، شیخ المشائخ حضرت گنگوہیؒ کسی طالب علم کو ہرگز بیعت نہ فرماتے تھے، **لـکـن لا یخفی علیکم أن الاحکامَ و المصالحَ تتبدّل بتغیر الزمان و تتغیر بتبدل المکان** اس وقت کا تقاضا وہی تھا جسکو ان حضرات نے مستحسن سمجھا تھا، بعد میں نئے نئے فتنوں کو بڑھتے ہوئے، زندقہ اور دین سے عام بے رغبتی دیکھ کر حضرت تھانویؒ و حضرت مدنیؒ نے اپنا طرز عمل بدل دیا تھا، آخر میں نرم ہوگئے تھے، میں خود زمانہ طالب علمی میں حضرت تھانویؒ سے بیعت ہوا تھا، میرے علم میں اس وقت سے موجودہ زمانہ شناس مشائخ طالب علموں کو بیعت فرماتے ہیں، البتہ مخصوص مجاہدات و ریاضت اور اشغال و اذکار کی اجازت نہیں دیتے ہیں، باقی تقوی کا جو ایک سلبی مفہوم ہے، اسکی بہت تاکید فرماتے ہیں اور یہ مشاہدہ ہے کہ عام طور پر بیعت شدہ طلبہ کی حالت امید افزا و بہتر ہوتی ہے، اور ان کو بیعت ہونے کا کچھ نہ کچھ پاس ہوتا ہے، انکی علمی و اخلاقی

حالت دوسروں سے اچھی ہوتی ہے اور یہ نوشت و خواند میں زیادہ مصروف نظر آتے ہیں وھذاکلہ مشاھد محسوس لایرتابفیہ ولا یشک کسائر المحسوسات بالحواس الظاھرۃ ، بیعت شدہ طلبہ بالعموم سینما ، اسبال ازار ، حلق لحیہ اوقصھا ، انگریزی بال ، اورقلۃ المبالاۃ بالصلوۃ و الجماعۃ وغیرہ سے مجتنب رہتے ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ حضرت ناظم صاحب وغیرہ طلبہ کو دوسری جانب متوجہ ہونے نہیں دیتے تھے ، اسکا مطلب یہ ہے کہ جو شے تحصیل علم کے منافی ہو اور عادۃ اسکے ساتھ تحصیل علم کے دواعی باحسن وجوہ جمع نہ ہوسکتے ہوں بلکہ مضمحل ہوجاتے ہوں اس شے کی جانب زمانہ طالب علمی میں التفات نہ کیاجائے ، مثلاً زراعت ، تجارت ، یا انہماک فی الاوراد و الوظائف و الصلوات النافلۃ وغیرھا ، اور جو چیزیں ایسی نہ ہوں ان کی طرف توجہ کرنے میں مضائقہ نہیں بلکہ اگر وہ چیزیں فی الجملہ مُمِد و معاون ہوں تو انکو اختیار کرنا تحصیل علم کے تقاضوں کی تکمیل جمیل ہے ، جیسے طالب علمی کے زمانہ میں مشائخ ملت ، اکابر امت کی زیارت ، روزانہ قدرے تلاوت قرآن مجید ، پابندی جماعت مسجد اور خالی اوقات میں صلحاء کی دینی کتابوں کا مطالعہ وغیرہ یا صحت برقرار رکھنے کیلئے کسی جائز ورزش اور اسباب راحت میں مشغول ہونا وغیرہ وغیرہ۔

آپ لکھتے ہیں کہ طلبہ تبلیغ میں پڑکر تقریر و سیاحت میں مبتلا ہو کر پڑھنے کی طرف خیال نہیں کرتے ، برادر عزیز ہمارا تجربہ اسکے خلاف ہے اور سل المجرب و لا تسأل الحکیم آپکے سامنے ہے۔

تبلیغی طلبہ کا احساس بیدار اور شعور صحیح ہوتا ہے ، وہ اپنی اسلامی اور علمی ذمہ داریوں کو اچھی طرح محسوس کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں رذائل سے عموماً دور رہتے ہیں اور کسب فضائل و نوافل کی جانب حسب استعداد فطری متوجہ ہوتے ہیں ، اس کے برخلاف دوسرے طلبہ زمانہ کی کجروی کا ساتھ دیتے ہیں ان میں شعور حیات نامکمل و ناقص ہوتا ہے وہ دین میں بے جا جسارتوں اور نامناسب بے باکیوں سے باک نہیں کرتے ، ان مذکورہ حقائق کے پیشِ نظر کسب فنون و تحصیل علوم کیلئے تبلیغ میں مصروف ہونا از بس ضروری ہے تجربہ شاہد و شہید ہے وکفی بہ شاہداً وشہیداً کہ اس زمانہ میں اگر

طلبہ تبلیغ کے نیک و مستحسن مقصد کی جانب متوجہ نہ ہوں تو دوسری غلط چیزوں کی طرف غیر شعوری طور پر متوجہ ہوجاتے ہیں ، ہمارے یہاں عربی مدارس میں تو کہیں کہیں سے یہ سوال اٹھتا ہے کہ طلبہ تبلیغ میں شریک ہوں یا نہ ہوں لیکن اسکولوں ، کالجوں ، اور یونیورسٹیوں کے طلبہ اس مبارک تحریک سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہے عیاں یورش تاتار کے افسانوں سے پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانوں سے ہندوستان سے گزر کر تمام ایشیا اور یورپ میں کام کر رہے ہیں جس پر خاطر خواہ ثمرات مرتب ہو رہے ہیں ، یہ لوگ امتحانات میں تبلیغی برکات کا مشاہدہ کر رہے ہیں .

عزیز محترم ! خدا کرے آپ اکتا نہ جائیں تحریر دراز سے دراز تر ہوتی جارہی ہے لیکن مفید بود حکایت دراز گفتم کا مصداق ہے ، آپ کو معلوم ہے کہ میں نے ہند و پاک کے مختلف صوبوں کے علاوہ غیر ممالک کا بھی سفر کیا ہے ، مختلف الامزجۃ ، مختلف المقاصد اور مختلف المذاہب جماعتوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے ، سیاسی پارٹیوں کا بھی کچھ حال معلوم ہے ، میں اپنے تجربہ ، مشاہدہ اور علم و یقین کی روشنی میں بلا خوف تردید بالکل بے جھجک ہو کر کہتا ہوں کہ میں نے سب جماعتوں سے زائد اس مقدس جماعت کو مخلص ، بلند مقاصد ، پاکیزہ کردار باعمل پایا ہے . والعلم الحقیقی عند اللہ

آپ لکھتے ہیں نیز جب کچھ تقریر کرنا آجاتا ہے تو پھر خودی میں مبتلا ہو کر تعلیم کو خیر باد کہد یتے ہیں ، جب آپ نے تحریر فرمایا ہے تو ضرور کہیں ایسا بھی ہوا ہوگا ، لیکن اس طریق کار میں تبلیغ کا کوئی قصور نہیں ، بلکہ یہ نتیجہ ہے اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنے کا ، ایسے لوگوں کی فطرت و سرشت ہی میں فساد ہوتا ہے وہ اسکے اظہار کے غلط مواقع مہیا کر لیتے ہیں ، علیگڑھ یونیورسٹی ، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ، مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین دہلی ، دار العلوم تاج المساجد بھوپال ، اور مظاہر علوم کے طلبہ عام طور پر تبلیغی جد و جہد میں مصروف رہتے ہیں ، میں نے ان مذکورہ بالا مقامات کا نام بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھدیا ہے ، بہر حال مجھے کسی طالب علم کے متعلق یہ معلوم نہیں ہوا کہ وہ تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں تعلیم کے پاک و بلند مقصد سے دست بردار ہوگیا ہو ، لیکن اگر مجھے علم بھی ہوتا تو میرے نظریہ تبلیغ پر اثر نہ پڑتا کیونکہ **النادر کالمعدوم و لا عبرة بالشواذ** .

مولانا! کاروں کو ، اسٹیمروں کو ، ٹرینوں کو اور ہوائی جہازوں کو برابر حادثات پیش آتے ہیں لیکن چونکہ بنسبت عمومی سلامت کے یہ واقعات اقل قلیل ہیں اسلئے انکے استعمال کو ترک نہیں کیا جاتا زراعت تجارت ، صنعت و حرفت ، کارخانہ جات اور مختلف کار و بار میں مختلف الانواع نقصانات ہوتے رہتے ہیں مگر ان مشاغل کو ترک نہیں کیا جاتا ، بالکل اسی طرح بعض افراد کی بے راہ روی سے فریضہ تبلیغ کو پس پشت نہیں ڈالا جاسکتا ہے ، ان مثالوں سے بلغوا عنی ولو آیۃ کی اہمیت و وجوبیت میں فرق نہیں آسکتا .

مولانا ! باوجودیکہ آپ مجھ سے عمر میں چھوٹے ہیں میرے دل میں آپکے علم و عمل اور تقوی کی وجہ سے آپکی بہت عظمت ہے ، اس صورت میں آپکو تبلیغ کی اہمیت سے آگاہ کرنا حکمت لقمان را آموختن کا مصداق ہے ، آپ مجھ سے کہیں زائد واقف ہیں ، اگر آپکے دل کو مقلب القلوب نے اس جانب متوجہ فرمادیا تو اس مبارک سبب کو ہر جگہ عموماً اور رنگون و برما میں خصوصاً بہت تقویت پہنچے گی ، خدا کرے میری اس مخلصانہ تحریر کے جواب میں مجھکو یہ معلوم ہو کہ آپنے تبلیغی کوشش شروع فرمادی ہے ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد .

آپ نے لکھا ہے نیز النفس لا تتوجہ الی شیئین فی آن واحد کی بناء پر یا پڑھنے میں مشغول ہوں یا تقریر و تبلیغ میں شریک ہوں ، میرے خیال میں ایسے مقولوں کو نصوص حدیث و کتاب کے مقابلے میں نہیں لایا جاسکتا ، تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی مبارک زندگی تبلیغ کی اہمیت کی آئینہ دار ہے ، ان کی پوری زندگی اس پاک مقصد کیلئے وقف تھی ، ہمارے اکابر مختلف طریقوں سے ہمیشہ تبلیغ احکام و اشاعت اسلام میں مشغول رہے ہیں .

مولانا! یہ مسئلہ لا تتوجہ الی شیئین فی آن واحد سے متعلق ہے، اس میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ النفس لا تتوجہ الی شیئین فی زمان واحد، حامیان تبلیغ بھی یہ نہیں کہتے ہیں کہ آن واحد میں تحصیل علم بھی کی جائے اور تبلیغی فریضہ بھی بجا لایا جائے بلکہ یہ علی زعم الفلاسفہ ناممکن ہے ، ارباب مدارس ایک زمانہ میں معقول بھی پڑھاتے ہیں اور منقول بھی ، معقول میں بھی

مختلف فنون ایک ہی زمانہ میں پڑھائے جاتے ہیں مثلا حساب ، فلسفہ ، حکمت ، ہیئۃ ، منطق وغیرہ ، منقول میں علوم ادبیہ ، فقہ ، اصول فقہ ، حدیث ، اصول حدیث ، تفسیر ، اصول تفسیر وغیرہ ، اس صورت میں یہ اشکال ہمارے ذہن میں آتا ہے کہ النفس لا تتوجه الی شیئین فی آن واحد .

مجھے خود اس نظریہ میں بھی کلام ہے ، حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کے والد ماجد استاذی حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب نور اللہ مرقدہ ہم لوگوں کو پڑھاتے ہوئے بھی ہمارے سامنے دوسرے کام انجام دیتے تھے ، حضرت عمرؓ سے مروی ہے : انی أجهزُ الجیشَ و انا فی الصلوة [1] (بالمعنی) اس کا منبی بھی یہی ہے کہ نفوس الکاملین تتوجه الی شیئین مختلفین فی آن واحد ، ولنعم ما قیل

ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان باختن بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق

موضوع بہت اہم ، مفید اور دلچسپ ہے ، جی چاہتا ہے کہ جی کھول کر تفصیل سے لکھوں لیکن آپ کے مشاغل کے پیشِ نظر اور اس اندیشہ سے کہ طبیعت اکتا نہ جائے اختصار و اقتصار ہی پسند کرتا ہوں ، ادھر مجھ کو یقین ہے کہ معمولی توجہ سے آپ اس مسئلہ کو بہ نسبت میرے کہیں بہتر طور پر سمجھ لیں گے .

فلا حاجةَ الی التطویلِ ولا فاقةَ الی التفصیل فانتَ أعلم بهذا المسئلة منی ، والحمد لله علی احسانه الیک و انعامه علیک .

آپ لکھتے ہیں کہ مولانا فریدی فرماتے تھے کہ شیخ خود اجازت دیتے ہیں طلبہ کو تبلیغ میں شرکت کی ، ترغیب دیتے ہیں ، حالات بدل گئے ، مولانا جو کچھ فرماتے ہیں وہ حرف بہ حرف صحیح ہے ، حضرت شیخ نے تبلیغ کی اہمیت پر ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے شاید آپ نے دیکھا ہوگا ، حضرت کی کتابیں فضائل رمضان ، فضائل نماز ، فضائل حج ، فضائل ذکر وغیرہ اسی جذبۂ تبلیغ کے ماتحت تصنیف و تالیف ہوئی ہیں اور اس فریضہ کی تکمیل کیلئے زیور طبع سے آراستہ ہوکر مشتاقین کو پہنچی ہیں ، حضرت آنیوالے مبلغین کی جن میں علماء و طلباء بھی ہوتے ہیں بہت ہمت افزائی فرماتے ہیں ، چائے پلاتے ہیں ،

---

[1] انی لأجهزُ الجیشَ و انا فی الصّلوة . بخاری شریف ۱۶۳ ترجمة الباب ، ابن ابی شیبہ نے اس کو سند صحیح سے نقل کیا . فتح الباری للحافظ ابن حجرؒ

کھانے پر بلاتے ہیں ، جب قریب میں کوئی تبلیغی اجتماع ہوتا ہے باوجود اعذار شدید و امراض و ضعف عموما تشریف لے جاتے ہیں ، جب مدرسہ میں کوئی تبلیغی تقریر ہوتی ہے شرکت فرماتے ہیں ، تلامذہ ، مریدین ، مقتدین اور عامۃ الناس کو تبلیغ میں شرکت کی دعوت دیتے رہتے ہیں ، اپنے ضروری اور حتمی مشاغل کو تبلیغی مشوروں کی وجہ سے مؤخر فرمادیتے ہیں ، دنیاء اسلام کے مشہور عالم حضرت مولانا ابو الحسن علی میاں صاحب ، حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب ، رئیس التبلیغ حضرت الحاج حافظ مولانا محمد یوسف صاحب اور ان کے دست راست حضرت مولانا الحاج الحافظ انعام الحسن صاحب ، مقامی مبلغین اور نہ معلوم کہاں کہاں کے کون کون لوگ مشورے کیلئے مسلسل آتے رہتے ہیں اور حضرت کسی کو محروم واپس نہیں فرماتے ہیں ، میں حضرت کے حالات کا بہت قریب سے گہرا مطالعہ کرنے کے بعد یہ سمجھا ہوں کہ حضرت نے اپنی زندگی کو تین کاموں کیلئے وقف کردیا ہے

۱ ۔ خدمت حدیث شریف ۲ ۔ تبلیغی مساعی جمیلہ ۳ ۔ ارشاد و ہدایت مخلوق .

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع و المآب .

آپ نے تحریر فرمایا ہے کیا مولانا فریدی صاحب کا قول صحیح ہے ؟ اگر یہ صحیح ہے تو اوپر کی بیان کردہ خرابیوں کی اصلاح کی کیا صورت ہے ؟ میری مذکورہ گزارشات کے بعد اب اس سوال کے جواب کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے ، مگر امتثالا للامر اور تکمیلا للبحث اختصار کے ساتھ عرض ہے کہ خرابیوں کی اصلاح فرع ہے خرابیوں کے وجود کی ، اور تبلیغ میں سرے سے خرابیاں نہیں ہیں تو اب اصلاح کیسی ؟ اگر کسی جگہ پر کوئی خاص خرابی پیدا ہو تو وہاں کے ارباب بست و کشاد مشاورت سے اس کو دور فرمائیں مجھے یقین ہے کہ اگر آپ جیسے ہوشمند ، دیندار حضرات اس طرف متوجہ ہوگئے تو کوئی خرابی رونما نہ ہوگی .

مولانا ! یہاں تک آپ کے سوالات یا شکوک وشبہات کے تفصیلی جوابات تھے ، اب اخیر میں ایک مختصر و مجمل مگر واضح اور پختہ جواب : کن مجربا ولاتکن سائلا ، شنیدہ کے بود مانند دیدہ

کم از کم ایک چلہ کیلئے آپ مرکز تبلیغ بستی نظام الدین میں قیام فرما کر جائزہ لیں ۔

گر دلیلت باید ازوے رو متاب آفتاب آمد دلیل آفتاب

اس کے بعد آپ جو رائے قائم کریں گے وہ بہت وزنی ہوگی ، مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ کے تمام اشکالات ان شاء اللہ کافور ہو جائیں گے ، لیکن اگر خدانخواستہ کوئی خلش باقی رہی (و دونہ خرط القتاد) تو یار باقی صحبت باقی[1] میں بھی ہوں آپ بھی ہیں ، جو اشکالات باقی رہ جائیں بے تکلف اس وقت تحریر فرماویں ۔

بندہ محمد اسعد اللہ ناظم مظاہر العلوم سہارنپور ۱۰ رمحرم ۸۲ھ

(تذکرۃ الصدیق ج۲ ص ۳۰۱ تا ۳۰۸)

---

[1] مشہور مثل ہے : یار زندہ صحبت باقی ۔ فضل الرحمٰن

شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کے مختصر حالات

ولادت وتعلیم : ولادت شوال ۱۳۶۵ھ ستمبر ۱۹۴۶ء کو مئو ناتھ بھنجن یو پی میں ہوئی ، تعلیم شروع سے اخیر تک مئو ہی میں حاصل کی ۱۳۸۶ھ میں مفتاح العلوم میں فراغت ہوئی ، بعد فراغت مختلف فنون کی مختلف کتابیں مزید پڑھیں، نیز قراءاتِ سبعہ عشرہ بھی پڑھیں ،محدثِ کبیر علامہ حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کے زیرِ نگرانی کتبِ فتاوی کا مطالعہ کیا اور فتاوی نویسی کی مشق کی ، اساتذہ میں محدثِ اعظمیؒ ، حضرت مولانا عبد اللطیف نعمانیؒ ، حضرت مولانا عبد الجبار اعظمیؒ اور آپکے والدِ محترم قاری حفیظ الرحمٰن مدظلہ معروف ہیں.

خدمات : تین چار سال کے بعد مظہر العلوم بنارس تشریف لے گئے اور ترمذی، مشکوۃ وغیرہ مختلف کتابوں کی تدریس اور فتاوی نویسی کی خدمات انجام دیں ، چار سال کے بعد ۱۳۹۴ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لائے اور یہاں بھی اکثر درسیات طحاوی، نسائی ، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، مشکوۃ، جلالین ، ہدایہ ، متنبی، حماسہ ، شرح جامی ، ابنِ عقیل وغیرہ زیرِ درس رہیں ، سبعہ عشرہ بھی پڑھائی ، اور علمِ قراء ت اور قراء کے تذکرہ پر مشتمل ایک مقدمہ بھی لکھوایا ، اور تاریخِ جامعہ بھی مرتب فرمائی .

۱۴۰۶ھ میں آزادول جنوبی افریقہ تشریف لائے ،یہاں بھی بخاری، ترمذی، مشکوۃ ، الاشباہ و النظائر وغیرہ کتب زیر درس رہتی ہیں .

دعوت وتبلیغ کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہے ، مختلف ممالک کا سفر بھی برابر جاری رہتاہے .

تصوف اور خانقاہ سے بھی تعلق ہے اولاً شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ سے بیعت ہوئے پھر آپ ہی کے حکم سے حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ سے اصلاحی تعلق ہوا ، پھرحضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ سے تعلق ہوا اور خلافت سے نوازے گئے ،چنانچہ اصلاحی سلسلہ بھی جاری ہے .

تصانیف : آپکی تصانیف ورسائل بھی ۵۰ کے قریب ہونگی ،جن میں ۱۔ تاریخِ جامعہ ڈابھیل گجرات ہند ۲۔مقدمۂ بخاری ۳۔مقدمۂ ترمذی ۴۔مقدمۂ طحاوی ۵۔قومہ جلسہ میں اطمینان کا وجوب اوران میں اذکار کا ثبوت ۶۔شبِ براءت کی حقیقت ۷۔عمامہ ٹوپی کرتا ۸۔صحیح اور مناسب تر مسافتِ قصر وغیرہ زیادہ معروف ہیں.
تفصیلی حالات آپکی سوانح میں ملاحظہ ہو . العبد عتیق الرحمٰن الاعظمی غفر لہ ولوالدیہ آزادول جنوبی افریقہ